ہفت روزہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۱۷

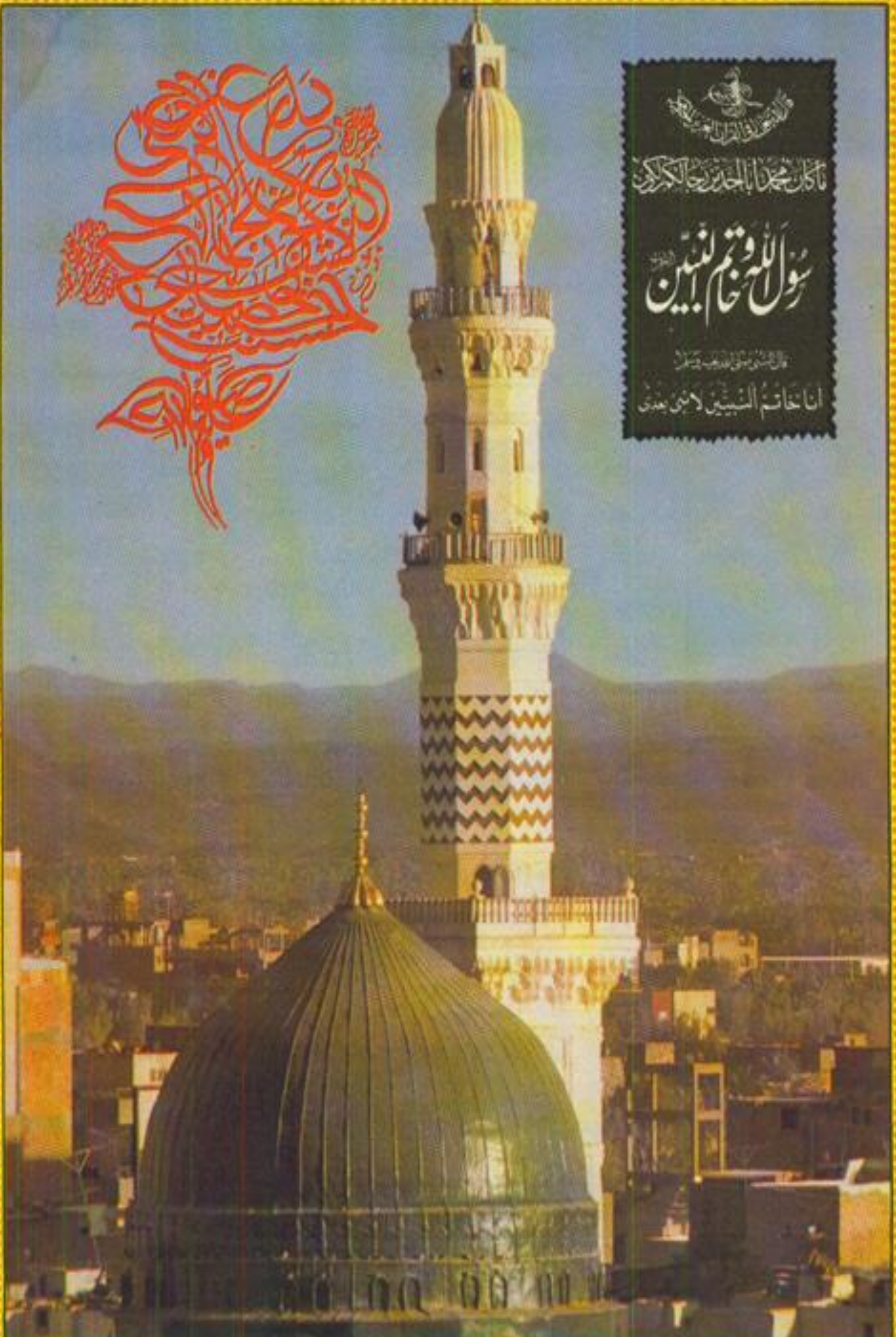

آپ کے مسائل

از: مولانا منظور احمد الحسینی

عذاب قبر سے متعلق ایک اعتراض

از: ڈاکٹر ضیاء الدین ناظم آباد کراچی

آپ کے گرامی نامہ بحوالہ سورۃ انعام آیت ۹۳ کے جواب میں ارسال کردہ اپنے عریضہ کے جواب کا ابھی تک منتظر ہوں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ آیت مذکورہ کا تعلق عذاب قبر سے نہیں بلکہ غمرات موت کے وقت سے ہے جبکہ انسان ابھی اسی دارفانی میں بقید حیات ہوتا ہے۔ یوں بھی آپ سکرات موت جان کنی کی شدت تکلیف سے متعلقہ احادیث کا اس ناچیز سے یقیناً بہتر علم رکھتے ہیں لیکن میرا سوال تو عذاب قبر کے عقیدہ کے متعلق صرف اتنا ہے۔ یہ بہتر ہے کہ دوبارہ واضح کردوں کہ:

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں مختلف مقامات مثلاً آل عمران ۲۵، ۳۰، ۱۸۵، الانفال ۵۰، النحل ۸۴، بنی اسرائیل ۹۷، الکہف ۴۹، طٰہٰ ۱۰۰ تا ۱۱۲، الانبیاء ۱۰۱ تا ۱۰۳، الحج ۱-۲، الزمر ۶۷ تا ۷۰، المؤمن ۴۴، الفرقان ۲۴، الشعراء ۸۵، یٰسین ۴۷، ۴۹، ۵۴، المؤمن ۴۵، ۴۶، حم السجدہ ۲۰ تا ۲۲، محمد ۲، ق ۱۹ تا ۲۳، الحاقہ ۱۳، ۱۵، ۱۶، ۱۹، ۲۵ تا ۲۷، التکویر ۱ تا ۱۴، الانفطار ۱۱، ۱۲، ۱۸، النمل ۲۸، ۳۲، الانشقاق ۹، الزلزال ۴، ۶، ۷ اور کئی اور دوسرے مقامات پر صور، قیامت اور بعد ازاں سے شروع ہونے والی زندگی کے وقت پہاڑ زمین آسمان چاند سورج، نیک پرہیزگار صالحین، گنہگار کفار و منافقین وغیرہ کی حالت و کیفیت سب کو زندہ کرکے ایک جگہ اکٹھا کرنے، اعمالنامے ہاتھوں میں دیئے جانے، ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان جسم کی کھال یہاں تک کہ زمین جس پر اعمال کئے گئے اس کی گواہی عدل کے ترازو اور ہر نفس کے ذرہ برابر نیکی بدی کا تول حساب اور اس کا بدلہ وغیرہ غرضیکہ ہر مرحلہ کے متعلق پوری وضاحت فرمادی ہے کیونکہ اسی دن کو اللہ جل شانہ نے روز حساب، روز سزا و جزا، ثواب و عذاب یعنی فیصلہ کا دن کہ ہر نفس اپنے کئے کا پھل اسی دن اور اسی دن پائے گا تو پھر سوال ہے کہ

"اس روز موعودہ یعنی فیصلہ کے دن سے پہلے ہی بغیر کسی پرسش گواہی احساب کتاب، تول و اعمال نامہ دکھائے بغیر یہ عذاب قبر کیسا اور کیوں؟"

ایک گنہگار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فوت ہو کر چودہ سو برس سال سے عذاب قبر بھگت رہا ہے اور روز قیامت تک بھگتے گا۔ لیکن ایک کافر یا منافق روز قیامت سے فقط دو ایک دن پہلے فوت ہو کر دو ایک روز عذاب بھگتے گا۔ پیدائش اور موت پر اس کا کوئی اختیار نہ تھا۔

مجھے حیرت ہے کہ میرے سوال کے جواب میں آپ نے احادیث میں عذاب قبر کا ذکر اور قبر کے عذاب و ثواب کے برحق ہونے کے متعلق امت کے اہل حق کے قطعی اجماعی عقیدہ کے متعلق تو فرمادیا لیکن میرے خط میں بیان کردہ آیات مبارکہ کی طرف اشارہ تک نہیں فرمایا میں آپ کی توجہ:

سورہ الحاقہ کی آیات ۴۴، ۴۵، ۴۶، اگر اس نے کوئی بات خود اپنی طرف سے باندھ کر ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ دیتے۔ آیات ۲۵، ۲۶، ۲۷، اور جس کو اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا جاتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے کسی طرح موت ہی میرا قصہ چکا دیتی یا میری دنیا موت ہی فیصلہ کن ہوتی کی طرف مبذول کرانے کی جرات کرتا ہوں الفاظ

یالیتھا کانت القاضیہ ۰

پر ضرور غور فرمائیں

ط: (۱) جس آیت کا میں نے حوالہ دیا تھا اس میں اخرجوا انفسکم کے بعد الیوم یجزون عذاب الھون فرمایا گیا ہے جس سے واضح ہے کہ خروج روح کے بعد کے عذاب کا ذکر ہے نزع کے عذاب کا ذکر نہیں آپ غور فرمالیں۔ جو آیات آپ نے ذکر فرمائی ہیں ان میں آخرت کے عذاب کا ہونا نہ دنیا کے عذاب کے منافی ہے اور نہ برزخ کے۔ ذکر ہے اور آخرت میں عذاب کا۔ عذاب کے خلاف ہے۔

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد متواترہ اور امت کے قطعی اجماعی عقیدہ کا ذکر اس لئے کیا تھا کہ قرآن کریم کہیں خلا میں گھومتا ہوا اچانک ہمارے ہاتھوں میں آگیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام سلف صالحین نے اس کے مطابق اپنے عقیدہ و عمل کو استوار کیا اس لئے یہ ممکن نہیں کہ عقیدہ کا جو مسئلہ آج ہمیں قرآن کریم میں نظر آئے وہ ان اکابر کی نظر سے مخفی رہ گیا ہو قرآن کریم کے حوالے سے کوئی ایسی بات کہنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات متواترہ اور امت کے اجماع مسلسل کے خلاف ہو قرآن کریم کی درج ذیل آیت کا مصداق ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم۔ کا مصداق ہے۔

۲۔ اس آیت سے آپ نے عذاب قبر یا عذاب برزخ کی نفی کیسے سمجھی؟ آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ اے کاش! مرکر جان چھوٹ جاتی اور مرنے کے بعد واقعات پیش نہ آتے اس سے یہ کیسے سمجھا گیا کہ مرنے کے بعد قیامت تک کوئی عذاب نہیں؟

(۳) نوٹ: اگر آئندہ کوئی شکایت ہو تو مکاتبت کی بجائے بالمشافہ گفتگو مناسب رہے گی۔

باقی صفحہ ۱۱ پر

فتنوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک اعمال میں جلدی کرو۔ عنقریب رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے۔ صبح کو آدمی مومن ہوگا۔ اور شام کو کافر، اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، آدمی اپنے دین کو دنیا کے تھوڑے سے نفع کے لئے بیچے گا۔ (مسلم)

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

۸ تا ۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۸ ستمبر تا ۴ اکتوبر ۱۹۹۰ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۱۷

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱ — آپ کے مسائل اور ان کا حل — ۲

۲ — رحمۃ للعالمین کی ولادت باسعادت — نظم — ۴

۳ — خلیج کا بحران، اندیشے اور خطرات — اداریہ — ۵

۴ — صبح سعادت — ۹

۵ — تکمیل نبوت ﷺ — ۱۱

۶ — تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سیرت طیبہ — ۱۲

۷ — محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ — ۱۵

۸ — انسان کامل ﷺ مکارم اخلاق — ۱۶

۹ — آنحضرت ﷺ کی سونا رکھنے سے بیزاری — ۱۸

۱۰ — خدا کی قسم یہ نبی المرسل ہیں — ۱۹

۱۱ — گوز کی وجہ سے کام ہو گیا۔ — ۲۱

۱۲ — تاجدار ختم نبوت حضور اکرم ﷺ کے فراق میں — ۲۲

۱۳ — امیرالمؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ — ۲۵

۱۴ — اخبار ختم نبوت — ۲۷

۱۵ — صدر پاکستان اور نگران حکومت — ۲۸

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القاسم پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ بنوریہ ٹاؤن کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ۷۱۱۶۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی

ولادتِ باسعادت

فرشتے ہنس رہے ہیں، لعنتی شیطان روتا ہے
خُدا کا گھر خُدا کے نور سے آباد ہوتا ہے

زمیں کا مرتبہ بڑھتا ہے باوصفِ نگونساری
کہ آنے والے ہیں اس پر حبیبِ حضرتِ باری

زمیں کو اس ترقی پر فلک سے داد ملتی ہے
فلک سے کیا عرشِ اعلیٰ سے مبارک باد ملتی ہے

گئے انسانیت کے ذلت وخواری کے دن بیشک
گئے مظلوم کی آہوں کے اور زاری کے دن بیشک

ہوا ہی چاہتا ہے خاتمہ باطل کی ہستی کا
یہی ہے آخری دن گویا شخصیت پرستی کا

ہے مٹنے کو خُدایانِ کہن کی گرم بازاری!
ہُبل پر نائلہ پر لات پر لرزہ ہوا طاری

ادب سے سر جھکا دو مالکِ لولاک آتے ہیں
ردائے اِنّما اوڑھے نبیِ پاک آتے ہیں۔

از علامہ طالوت ملتانی

خلیج کا بحران — اندیشے اور خطرات

حکومت پاکستان نے خادم الحرمین الشریفین جناب شاہ فہد کی درخواست پر پانچ ہزار فوجی سعودی عرب بھیجنے کا وعدہ کیا اب ان فوجیوں کی مرحلہ وار روانگی شروع ہو گئی ہے اور جب یہ سطور آپ تک پہنچیں گی تو فوج بھیجنے کا مرحلہ مکمل ہو چکا ہوگا۔

حکومت پاکستان کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ فوجی حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے بھیجے جا رہے ہیں۔ یہ مسئلہ کیوں پیدا ہوا۔ اس لئے کہ عراق نے کویت پر قبضہ کر لیا ہے اور وہاں کے شیخ جابر الاحمد الصباح نے بمعہ خاندان کے سعودی عرب میں نہ صرف پناہ حاصل کر لی ہے۔ بلکہ وہاں جلا وطن حکومت بھی قائم کر لی ہے۔ دوسری طرف شاہ فہد نے امریکہ سے درخواست کر کے وہاں سے بھی پچاس ہزار تربیت یافتہ اور ہزاروں ان تربیت یافتہ فوجی منگوا لیے ہیں۔ جن میں نوجوان لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ چار بحری بیڑے جو جنگی طیاروں اور دوسرے مہلک ہتھیاروں سے لیس ہیں وہ بھی وہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ امریکی فوجیوں نے اہل عراق کو بھوکا مارنے کے لیے ناکہ بندی شروع کر دی ہے تاکہ نہ کوئی چیز عراق پہنچ سکے اور نہ ہی عراق سے کوئی چیز باہر جا سکے تادم تحریر عراق ڈٹا ہوا ہے اور امریکی دھمکیوں کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا۔ اس وقت سعودی عرب ایک طرف سے اسرائیلی یہودیوں اور دوسری طرف سے امریکی عیسائیوں کے نرغے میں ہے۔ اسرائیل نے شام کی جولان کی پہاڑیوں، اردن کے کچھ علاقے اور مسلمانوں کے قبلہ اول پر بزور قبضہ کر رکھا ہے۔ اقوام متحدہ میں جب اس اسرائیلی جارحیت کا سوال اٹھایا گیا تو امریکہ نے ویٹو استعمال کر کے اسرائیل کی پشت پناہی کی۔ لیکن کویت پر عراقی قبضہ کو وہ جارحیت قرار دے رہا ہے۔ یہ وہی امریکہ ہے کہ جب افغانستان کی حکومت نے روسی فوجیں بلوائیں تو امریکہ نے روس کی مخالفت کی، اگر روسی فوجوں کی افغانستان میں موجودگی صحیح نہ تھی اور یقیناً صحیح نہ تھی تو اب امریکی فوجوں کی سعودی عرب میں موجودگی کیسے صحیح ہو گئی؟

تاریخ شاہد ہے کہ انگریز جہاں بھی گیا وہاں سے باآسانی نکلنے کا نام نہیں لیتا برصغیر پاک و ہند میں ایک تجارتی کمپنی کے روپ میں آیا۔ مسلمانوں کی حکومت کے خاتمہ کے لیے در پردہ سازشیں شروع کر دیں بالآخر حکومت پر قبضہ کر کے برصغیر کا بلا شرکت غیرے حکمران بن بیٹھا۔ یہاں آزادی کی زبردست تحریک شروع ہوئی تب جنگ آزادی کی بجائے غدر کا نام دیا گیا۔ جہاد آزادی میں لاکھوں مسلمان شہید ہوئے ہزاروں علماء کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ مسجدوں کا تقدس پامال کیا گیا۔ عیسائی پادریوں کی جماعتیں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے پہنچ گئیں جنہوں نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی مہم شروع کر دی اس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کے نسخے مسلمانوں کے گھروں سے چھین کر یا خرید کر دریا برد کرنے شروع کر دیے اور اپنا نظام تعلیم رائج کر دیا تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں جو قرآن پاک سے محبت اور دین اسلام سے قلبی لگاؤ ہے وہ نکل جائے بالآخر مسلمانوں اور علماء حق کی قربانیاں رنگ لائیں اور انگریز کو اپنا بوریا بستر لپیٹ کر واپس جانا پڑا۔ جاتے ہوئے وہ برصغیر کی تمام دولت، سونے چاندی کے ذخائر، قیمتی نوادرات، حتی کہ کتب خانے تک ساتھ لے گیا اور برصغیر کو دیوالیہ کر گیا۔ انگریز نے برصغیر میں ایسا نظام تعلیم رائج کیا جس سے بقول ان کے اگر مسلمان عیسائی نہ بن سکے تو مسلمان بھی نہیں رہیں گے۔ چنانچہ اس میں وہ کافی حد تک کامیاب رہا۔ انگریز تو چلا گیا لیکن اپنے نظام تعلیم کی بدولت وہ یہاں کالے انگریز چھوڑ گیا جن کو اسلام سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔

اب وہی انگریز مسلمانوں کے مرکز سعودی عرب پہنچ چکا ہے۔ سعودی عرب واحد ملک تھا جس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہاں شرعی سزائیں نافذ ہیں۔ جب ملحد اور دہریے قسم کے کالے انگریز یہ اعتراض کرتے، ہمیں بتاؤ اسلام کہاں نافذ ہے؟ تو اس کے جواب میں بطور نظیر کے سعودی عرب کا نام لیا جاتا تھا۔ لیکن آج وہی سعودی عرب ہے جس نے محض کویتی شیخ کی دوستی کو نبھانے کے لیے انگریز کو اس پاک سرزمین پر بلا کر ان سے تحفظ کی مدد مانگی ہے۔ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا کویتی شیخ "فرشتہ" ہے کہ صرف اس کے اور اس کے خاندان کے لیے اتنا بڑا قدم اٹھایا گیا کہ وہاں انگریز فوجوں کو دعوت دی گئی جو وہاں سرعام فحاشی کا ارتکاب کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں، خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے جو اسلام کا سب سے بڑا علمبردار تھا۔

جہاں تک کویتی شیخ اور اس کے خاندان کا تعلق ہے وہ انتہائی درجہ کا عیاش خاندان ہے۔ ابھی پچھلے دنوں اخباروں میں یہ خبر آئی تھی کہ کویتی شیخ کا بھائی ۵۰ ملین ڈالر (ایک ملین دس لاکھ ڈالر کا ہوتا ہے) جوئے میں ہار گیا۔ خود کویتی شیخ نے ۵۰ ملین ڈالر جو کویتی عوام کی خون پسینے کی کمائی تھی وہ اپنے نام سے بیرونی ملکوں کے بینکوں میں جمع کرا رکھی ہے۔ جب عراقی فوجوں کی کویت میں آمد کی خبر پہنچی تو کویت کا شیخ بمعہ خاندان کے سعودی عرب چلا گیا البتہ اس کا بھائی مزاحمت کے دوران مارا گیا۔ کہتے ہیں کہ عراقی فوجیں محل میں داخل ہوئیں تو اس وقت وہاں سوائے برٹش طوائفوں کے اور کوئی نہ تھا۔

ہم عراقی صدر صدام حسین کو بھی فرشتہ نہیں سمجھتے لیکن اتنی بات ضرور کہیں گے وہ جیسا بھی ہے آخر مسلمان ہے اور مسلمان سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جاسکتی کہ وہ حرمین شریفین کے تقدس کو پامال کرے گا ہاں اگر حرمین شریفین کے تقدس کی پامالی کا خطرہ ہے تو وہ امریکی برطانوی اور یہودی فوجوں سے ہو سکتا ہے جن کے نرغے میں اس وقت سعودی عرب بری طرح آچکا ہے۔ اور جن کو نکالنے کے لیے بالآخر سعودی عوام کو خون کا نذرانہ پیش کرنا پڑے گا۔

اس وقت امریکی فوجیوں پر روزانہ جو خرچہ ہو رہا ہے وہ کئی ملین ڈالر روزانہ ہے۔ تنخواہ کے علاوہ شراب و خنزیر مہیا کرنا اور دیگر اشیاء ضرورت مہیا کرنا سعودی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ بحری جہاز، ہوائی جہاز، ٹینکوں اور گاڑیوں میں تیل کا خرچہ یہ بھی سعودی حکومت ہی برداشت کرے گی۔ جیسا کہ امریکی وزیر دفاع نے بیان دیا ہے اگر خلیج کا تنازعہ حل بھی ہو جائے تب بھی امریکی فوجیں واپس نہیں جائیں گی جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ اخراجات کا سلسلہ بھی جاری رہے گا امریکہ کا پروگرام عراق کو فوجی شکست دینا اور سعودی عرب کو دیوالیہ کرنا ہے تاکہ عرب امریکہ کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غلام اور دست نگر بن کے رہیں۔

عیسائی ہوں یا یہودی یہ کبھی مسلمانوں کے خیرخواہ نہیں رہے اس لیے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:۔

"یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہیں ہو سکتے جب تک تم ان کی تابعداری نہ کرو۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:۔

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ۔"

یہود کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ

"یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔"

لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ امریکی فوج میں یہودی بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں امریکی فوجوں کا کمانڈر بھی یہودی بتایا جاتا ہے گویا ہم نے انہیں جزیرۂ عرب سے نکالنے کی بجائے خود دعوت دے کر بلا لیا اور یوں اپنے عمل سے ہم نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی خلاف ورزی کر ڈالی اور قرآنی احکامات سے بھی روگردانی کا ارتکاب کیا۔

یہود و نصاریٰ گروہوں کی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ سے دشمنی کوئی نئی نہیں پرانی ہے۔ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ ابرہہ یمن کے عیسائی بادشاہ نے کعبۃ اللہ کے مقابلہ میں کعبہ بنایا اور لوگوں کو اس کے طواف کی دعوت دی یہ صرف اس لیے کیا کہ اس نے اپنی کتابوں میں یہ پڑھا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان مکہ میں پیدا ہوگا جس کے بعد نبوت یہود و نصاریٰ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رخصت ہو کر عربوں میں منتقل ہو جائے گی اسی پیغمبر کا راستہ روکنے کے لئے وہ منکر ہوگا جب جعلی کعبہ بنا کر بھی اسے کامیابی نہ ہوئی تو وہ ہاتھیوں کی فوج لے کر کعبۃ اللہ پر چڑھ دوڑا لیکن اللہ تعالیٰ نے ننھے ننھے پرندے بھیج کر ابرہہ اور اس کی فوج کا بھرکس نکال دیا۔

نور الدین زنگی ؒ کے دور حکومت میں نصاریٰ نے یہ سازش کی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کو روضۂ اطہر سے نکالا جائے۔ اس کے لیے انہوں نے دو نصرانیوں کو نمازی بنا کر ان سے داڑھی رکھوائی اور ہزاروں اشرفیاں دے کر انہیں مدینہ منورہ روانہ کیا یہاں انہوں نے حضور کے روضۂ مبارک کے بالکل قریب ایک حجرہ لیا اور اس میں رہائش اختیار کی وہ دونوں پابندی سے نماز بجا لاتے، نوافل ادا کرتے اور احکام شریعت بجا لانے کے ساتھ صدقہ و خیرات بھی کرتے تاکہ ان پر کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکے رات کو ایک کونے سے زمین کھودنے کا سلسلہ شروع کر دیا اور مٹی رات کے سناٹے میں باہر پھینک آتے جسد اطہر تک پہنچ جانے کے قریب ہی تھے کہ نور الدین زنگی ؒ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی کہ وہ کہتے مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہیں اور تم سوئے ہوئے ہو۔ وہ فوراً پریشانی کے عالم میں بیدار ہوئے لیکن خواب کی حقیقت تک نہ پہنچ سکے۔ دوسرے روز پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور ان دونوں کے چہرے بھی دکھائے گئے۔ نور الدین فوراً اٹھے اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اعلان کرایا کہ بادشاہ سلامت مدینہ منورہ کے لوگوں میں خیرات تقسیم کرنے کے لیے آئے ہیں سب لوگ آکر اپنا اپنا حصہ لے جائیں۔ مدینہ کے سب لوگ آگئے مگر وہ دونوں نہ آئے انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی شخص اپنا حصہ لینے سے تو نہیں رہ گیا؟ لوگوں

نے جواب دیا کہ دو درویش صفت آدمی ہیں وہ رہ گئے ہیں لیکن وہ تو خود خیرات تقسیم کرتے ہیں۔ ہر وقت نماز و نوافل میں لگے رہتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کہاں رہتے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ روضۂ اقدس کے نزدیکی حجرے میں رہتے ہیں۔ بادشاہ لوگوں کے ہجوم کے ہمراہ وہاں پہنچ جاتے ہیں حجرے میں داخل ہوتے ہی پہلی ہی نظر میں انہیں پہچان لیتے ہیں کہ یہی وہ دو کتے ہیں جنہیں خواب میں دکھایا گیا تھا۔ حجرے میں ایک نگاہ ڈالتے ہیں تو وہاں چند چیزوں کے سوا انہیں کچھ نظر نہیں آتا اچانک ایک صف پر نگاہ پڑتی ہے اسے اٹھایا تو کانپ اٹھے نیچے سرنگ بنی ہوئی تھی دونوں کو فوراً گرفتار کر لیا جاتا ہے وہ تمام حقیقت بیان کر دیتے ہیں بادشاہ کی تلوار اٹھتی ہے اور ایک لمحے میں ان کا سر تن سے جدا کر دیا جاتا ہے پھر بادشاہ روضہ مبارک کے ارد گرد جگہ کھدوا کر اس میں پگھلا ہوا سیسہ ڈلوا دیتا ہے تاکہ آئندہ کوئی ملعون اس قسم کی جسارت نہ کر سکے (یہاں ایک مسئلہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلامی اصطلاحات اور اسلامی شعائر کا کوئی غیر مسلم استعمال نہیں کر سکتا وہ دو نصرانی ملعون نمازیں بھی پڑھتے تھے، چہرے پر داڑھیاں بھی سجائی ہوئی تھیں، ذکر اللہ بھی کرتے تھے، صدقہ و خیرات بھی ادا کرتے تھے لیکن گستاخ رسول تھے اس لیے اسلامی بادشاہ نے ان کے نماز روزے وغیرہ کا خیال بالکل نہیں کیا اور انہیں گستاخی رسول کی وجہ سے قتل کی سزا دی۔ آج مرزائی بھی اسلامی شعائر استعمال کرتے ہیں نمازیں بھی انہیں کی طرح ادا کرتے ہیں مسلمانوں کے لباس پہنے ہوئے ہیں وہ اصلی عیسائی تھے جنہیں نورالدین زنگی نے قتل کیا یہ نقلی عیسائی ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کو مسیح مانتے ہیں وہ بھی گستاخ رسول تھے یہ بھی گستاخ رسول ہیں اس لیے مرزائیوں کو اسلامی اصطلاحات سے نہ صرف روکا جائے بلکہ انہیں وہی سزا دی جائے جو نورالدین زنگی نے اسلامی شعائر و اصطلاحات کا لیبل لگا کر گستاخی رسول کرنے پر دی — حنیف)

اب آیئے امہدیت کی طرف۔ یہودیوں میں سے ایک شخص صالح بن طریف نے جو نسلاً یہودی تھا مہدیت کا دعویٰ کیا۔ پہلے مہدی اکبر اور پھر نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ ۴۷ سال تک اس نے حکومت کی یہ شخص جادو ٹونے میں مہارت رکھتا تھا اور اسی بنا پر لوگوں کو مرتد بناتا رہا آخر اس کی موت کے بعد اس کے بیٹے نے نبوت کا دعویٰ کیا عبداللہ ابن سبا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں بہت زیادہ معروف و مشہور ہے یہ بھی نسلاً یہودی ہی تھا۔ حضرت عثمان ذی النورین کے خلاف اس نے فتنہ پیدا کیا جو ان کی مظلومانہ شہادت پر منتج ہوا اس شخص نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

تاریخ میں ابوطاہر قرمطی ایک شخص خاصا مشہور ہے اس شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اس کا باپ اور دادا بھی مہدی ہونے کے مدعی تھے لیکن اس شخص نے بڑی فوج تیار کر لی ایک مرتبہ حاجیوں کے ایک قافلے پر حملہ کر کے اس کا تمام مال و متاع لوٹ لیا اور پورے قافلے کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس واقعہ کی وجہ سے اگلے سال لوگ حج پر نہ جا سکے۔

اس نے مسلمانوں کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور پھر خلافت بغداد (عراق) کو للکارنے لگا اس نے اپنے صدر مقام ہجر میں ایک عبادت گاہ بنوائی جس کا نام دارالہجرہ رکھا پھر اس بدبخت نے دارالہجرہ کا حج کرانے کا اعلان کر دیا۔ ساتھ ہی یہ پروگرام بھی بنایا کہ کس طرح کعبۃ اللہ سے حجر اسود اکھاڑ کر یہاں لگایا جائے اس مقصد کیلئے اس نے فوج کو منظم کیا اور ایک لشکر لے کر چل پڑا اور کچھ دنوں بعد مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ اہل مکہ نے اسے بہت سمجھایا لیکن نہ مانا اس کا مقابلہ بھی ہوا لیکن اس کے ساتھ لشکر جرار تھا اس لئے وہ راستے کی ہر رکاوٹ کو دور کرتا ہوا بیت اللہ کے قریب پہنچ گیا۔ اس ملعون نے

۱— شہر میں قتل عام کیا انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کر دیا۔

۲— گھوڑے پر سوار ہو کر ننگی تلوار لیے مسجد حرام میں داخل ہوا اور نمازیوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔

۳— پہلے حملے میں ایک ہزار نمازی شہید ہو گئے۔

۴— مسجد الحرام میں شراب منگوا کر پی اس بے حرمتی پر احتجاج ہوا تو

۵— اپنے گھوڑے کے سامنے جو سدھایا ہوا تھا سیٹی بجائی جس نے مسجد الحرام میں پیشاب کر دیا۔

۶— اس کی قتل و غارت گری کے نتیجہ میں ۳۰ ہزار حجاج شہید ہوئے۔

۷— امیر مکہ ابن محش لے کر اس کے پاس آیا تو اس نے ان کی سفارش کو رد کر دیا اور سب کو قتل کر دیا۔ اہل مکہ نے بھی ہمت نہ ہاری وہ لڑتے بھی رہے اور کٹتے بھی رہے یہاں تک کہ شہیدوں کی لاشوں سے مکہ معظمہ کے گلی کوچے اٹ گئے۔

۸— مزاحمت کی شدت کم کرنے پر اس کے حکم پر فوج نے بیت اللہ کا دروازہ توڑ دیا۔

۹— غلاف کعبہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

۱۰— ایک شخص میزاب کو اکھاڑنے کے لیے کعبہ کی چھت پر چڑھا ایک مسلمان قیدی کی زبان سے ایک آہ سرد نکلی۔ اس نے کہا! اے اللہ جل جلالہ آپ کا حلم کتنا ہے کہ یہ سب کچھ برداشت ہو رہا ہے بس اتنا کہنا تھا کہ وہ شخص نیچے گر گیا اور اس کا دماغ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس طرح سات آدمی میزاب اکھاڑنے کے لیے چڑھے سب کا یہی حشر ہوا۔

١١ـــ ابوطاہر قرامطی وہ پتھر بھی تلاش کرتا رہا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نقش کف پا تھا لیکن اسے بسیار تلاش کے باوجود وہ نہ ملا اس لیے کہ اس کے نکلنے کی وجہ سے وہ پتھر وہاں سے نکال کر خادمان کعبہ نے باہر گھاٹیوں میں چھپا دیا تھا یہ واقعہ ذی الحجہ ۳۱۷ھ کا ہے۔

١٢ـــ بعد ازاں وہ حجر اسود اکھاڑ کر اپنے دارالحکومت "دارالہجرہ" لے گیا جس کو اس نے اپنے بنائے ہوئے عبادت خانے کے مغربی دروازے کے قریب نصب کیا۔

١٣ـــ اس نے چاہ زمزم کو گرا دیا تاکہ کوئی آدمی آئندہ آب زمزم استعمال نہ کر سکے۔

اس صورت حال کی وجہ سے دس سال تک یا ایک روایت کے مطابق ۲۲ سال تک حج بیت اللہ موقوف ہو گیا اور حجر اسود کی واپسی خلیفہ بغداد (عراق) کی کوشش سے ۳۳۹ھ میں ہوئی اور دوبارہ اسے اس کے مقام پر نصب کیا گیا۔ یہ شخص بھی عبداللہ ابن سبا کا پیروکار سبائی ٹولے سے تعلق رکھتا تھا۔

اس ساری بحث سے ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حرمین شریفین کے مخالف صرف یہود و نصاریٰ ہی نہیں بلکہ خود مدعیان نبوت و مسیحیت اور مہدویت کے پیروکار بھی ہیں۔

جیسا کہ ہم نے شروع میں کہا کہ شاہ فہد کی درخواست پر پاکستان نے پانچ ہزار فوجی بھیجنے شروع کر دیئے ہیں جبکہ پاکستانی فوج کے بارے میں صدر ضیاء الحق کے دور میں یہ مسئلہ اٹھا تھا کہ فوج میں قادیانیوں کی تعداد کتنی ہے تو اسمبلی میں متعلقہ وزیر نے ان کی تعداد ۳۲۸ بتائی تھی اور یہ تعداد عام فوجیوں کی نہیں تھی بلکہ ان کی ہے جو اہم پوسٹوں پر متعین ہیں۔ اور صرف یہ اس میں وہ شامل ہیں جو در پردہ تو قادیانی ہیں لیکن انہوں نے کاغذات میں خود کو مسلمان ظاہر کیا ہوا ہے۔ پاکستان میں قادیانی غیر مسلم ہیں اس لئے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی، مہدی اور مسیح مانتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں ابھی تک قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا گیا اس لیے وہ وہاں مسلمان ہی کی حیثیت سے فوج میں بھرتی ہیں، جب کہ بنگلہ دیش بھی اپنی فوج وہاں بھیج رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ قادیانیوں کا عقیدہ کیا ہے؟ اس سلسلے میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

ـــ زمین قادیاں اب محترم ہے ۔ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے ——— (درثمین از مرزا قادیانی)

"قادیان کیا ہے؟ وہ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود ...... (مرزا قادیانی) کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے، قادیان خدا کے مسیح کا مولد، مسکن اور مدفن ہے اسی بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ، دجال کا قاتل، صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا اس میں اس نے نشوونما پائی اور اسی جگہ اس کی زندگی گذری۔"

(الفضل قادیان، جلد ۱۷، نمبر ۴۸، ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ سنہ عیسوی)

"یہ مقام (قادیان) وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لیے ناف کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہانوں کے لئے اُم (ماں) قرار دیا ہے اور ہر ایک فیض دنیا کو اس مقدس مقام سے حاصل ہو سکتا ہے اس لیے یہ مقام خاص اہمیت رکھنے والا مقام ہے۔"

خطبہ مرزا محمود الفضل جلد نمبر ۱۲، ۳ دسمبر ۱۹۳۲ء

ـــ عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر ۔ تو ارض قادیاں فخر عجم ہے ——— الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۷۶، ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء

اے قادیاں اے قادیاں — تیری فضائے نور کو
دیتی ہے ہردم روشنی — جو دیدہ پائے حور کو
میں قبلہ و کعبہ ہوں! — یا سجدہ گاہ قدسیاں
اے تخت گاہ مرسلاں! — اے قادیاں اے قادیاں ——— الفضل جلد ۲۰ نمبر ۲۲، ۱۸ اگست ۱۹۳۲ء

الغرض قادیان کے مختلف مقامات کو شعائر اللہ قرار دیا اور جلسہ سالانہ کو حج کی جگہ دی گئی اور ہر قادیانی کا ان باتوں اور گمراہ کن عقائد پر اسی طرح ایمان ہے جس طرح ہم مسلمانوں کا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن و حدیث اور حرمین شریفین کے بارے میں ایمان ہے۔ اس سلسلے میں ہمارا سوال حکومت پاکستان سے یہ ہے کہ کیا آپ بات کی تصدیق یا ضمانت ہے کہ پاکستان سے جو فوجی گئے یا جائیں گے ان میں کوئی قادیانی نہیں ہے ہمارے خیال میں حکومت پاکستان اس بات کی ضمانت نہیں دے سکتی تو پھر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر کسی قادیانی نے اپنے نام نہاد خلیفہ کے حکم پر (کیونکہ ہر قادیانی اپنے پیشوا کے احکامات کا پابند ہے) یا اپنے ہی طور پر محض ضد یا تعصب کی وجہ سے اپنے نام نہاد نبی مرزا قادیانی کی بستی قادیان کی اہمیت کو بڑھانے کیلئے حرمین شریفین کو ذرا سا بھی نقصان پہنچا دیا تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اور کیا اس سے پاکستان کا نام روشن ہوگا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک قادیانی کے اس فعل سے پوری اسلامی برادری میں پاکستان کی ناک کٹ جائیگی اس لیے حکومت پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے اور فوج کے سربراہ کی بھی کہ وہ سعودی عرب جانے والے فوجیوں کی پوری طرح چھان پھٹک کریں۔ اگر کسی کا مرزائی ہونا ثابت ہو جائے تو اسے فوراً وہاں سے نہ صرف بلا لیا جائے بلکہ اسے فوج سے بھی علیحدہ کر دیا جائے۔

دوسرے پاکستانی فوج کو بھیجنا بھی ہم صحیح نہیں سمجھتے ہیں کوئی۔ صحیح اقدام نہیں اس لیے کہ اس سے عراق اور کویت میں موجود ہزاروں پاکستانیوں کی زندگیوں کو خطرہ لاحق ہے جو بھاگ کر آ سکے وہ آ گئے جو نہیں آ سکے ان کی زندگی سخت ترین خطرے میں گھری ہوئی ہے اور پاکستانی عوام میں حکومت کے اس اقدام پر کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ افسوس کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہ کفر اور اسلام کی جنگ نہیں، مفادات کی جنگ ہے اور طرفین مسلمان ہیں کافر نہیں۔

ایک درخواست ہم خادم الحرمین الشریفین کی خدمت میں کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ ہم دل سے ان کا احترام کرتے ہیں کیونکہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی دو مقدس اماتوں کے امین ہیں اس امانت میں نہ توان کی طرف سے کسی قسم کی خیانت ہونی چاہیئے اور نہ ہی کسی کو خیانت کی اجازت دینی چاہیئے اس وقت امریکی فوجیوں کی وہاں کثیر تعداد میں آمد اور دوسری طرف اسرائیل سے ان مقدس اماتوں کو خطرات لاحق ہیں اس لیے جتنی جلدی ممکن ہو سکے امریکی فوجیوں کو فوراً واپس کیا جائے اور کویت کے مسئلہ کو آپس میں مل بیٹھ کر حل کیا جائے انشاء اللہ اسی میں بہتری ہوگی۔

صبح سعادت

مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ادیان و ملل شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور پر تقریباً چھ صدیاں گزر چکی ہیں اور معمورۂ عالم خدا کے پیغمبروں کی معرفت حاصل کی ہوئی صداقت حق کو فراموش کر چکا ہے تمام کائنات انسانی خدا پرستی کی بجائے مظاہر پرستی میں مبتلا ہے اور ہر ملک میں نوع انسانی سے لے کر نوع جمادات تک کی پرستش سرمایہ نازش بنی ہوئی ہے کوئی انسان کو اوتار (خدا) کہہ رہا ہے تو کوئی خدا کا بیٹا ایک اگر مادہ پرست ہے تو دوسرا خود اپنی آتما (روح) کو ہی خدا سمجھ رہا ہے سورج کی پوجا ہے چاند و ستاروں کی پرستش ہے۔ حیوانوں، درختوں اور پتھروں کی عبادت ہے۔ آگ پانی ہوا مٹی کے سامنے ناصیہ فرسائی ہے غرض کائنات کی ہر شے پرستش اور پوجا کے لائق ہے اور نہیں ہے تو صرف ذات اقدس واحد قابل پرستش نہیں ہے نہ اس کی احدیت کا تصور خالص ہے اور نہ صمدیت کا۔ اس کو اگر مانا بھی جاتا ہے تو دوسروں کی پرستش اور عبادت کے ذریعہ، وہ اگر خالق موجودات ہے تو دوسروں کے واسطہ اور احتیاج کے ساتھ مادہ، روح اور ترکیب سب ہی باتوں کا محتاج ہے وہ اگر مالک موجودات ہے تو انسان، حیوان درخت، پتھر کے بل بوتہ پر، غرض ساری دنیا میں عمل کا دخل مظاہر کی تھی اور ذات حق صرف نام کے لئے حقیقت سے چشم پوشی تھی مگر مجاز کے ساتھ ذوق عشق۔ ذات حق سے بعد تھا مگر مظاہر سے قربت سرمایہ سعادت خالق سے بیگانگی تھی مگر مخلوقات کی عبادت گزاری شعار عام تھا اور ہر طرف "مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ ہم ان کو نہیں پوجتے مگر اس لئے تاکہ وہ خدا کی جانب ہماری قربت کا ذریعہ بن جائیں" کا مظاہرہ نظر آتا تھا۔

یہی وہ تاریک دور تھا جس میں "سنۃ اللہ" یعنی خدا کے قانون ہدایت و ضلالت نے ماضی کی تاریخ کو پھر دہرایا اور غیرت حق نے فطرت کے قانون رد عمل کو حرکت دی یعنی آفتاب ہدایت برج سعادت سے نمودار ہوا اور چہار جانب چھائی ہوئی شرک و جہالت اور رسم و رواج کی تاریکیوں کو فنا کر کے عالم ہست و بود کو علم و یقین کی روشنیوں سے منور کر دیا۔

۹ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کی بہبودہ صبح سعادت تھی جب مدنیت و حضارت سے محروم بن کھیتی کی سرزمین مکہ کے ایک معزز قبیلہ قریش (بنی ہاشم) میں عبداللہ بن عبدالمطلب کے یہاں آمنہ بنت وہب کے شکم معلیٰ سے آفتاب رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کیا

خدایا! وہ صبح کیسی سعادت افروز تھی جس نے کائنات ارضی کو رشد و ہدایت کے طلوع کا مژدہ جانفزا سنایا اور وہ وہ ساعت کیسی مبارک و محمود تھی جو معمورۂ عالم کے لئے پیغام بشارت بنی۔ عالم کا ذرہ ذرہ زبان حال سے نغمہ گا رہا تھا کہ وقت آ پہنچا اب دنیا ہست و بود کی شقاوت دور اور سعادت مجسم سے عالم معمور ہو۔ ظلمت شرک و کفر کا پردہ چاک ہوا اور آفتاب ہدایت روشن و تابناک ہوا۔ مظاہر پرستی، باطل ٹھہرے اور خدائے واحد کی توحید مقصد حیات قرار پائے۔

دنیا تو کیا خود اس خاندان کو بھی یہ علم نہ تھا کہ مذاہب عالم جس آفتاب رسالت کے طلوع کے منتظر ہیں وہ اسی غیر متمدن سرزمین اور عبدالمطلب کے گھرانے سے جلوہ گر ہوگا کہ اس کی ولادت با سعادت کو خاص اہمیت دیتے اور تاریخ ولادت کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھتے مگر جس خالق کائنات کے نوشتہ تقدیر نے اس کو مقدس ہستی بنانے کا فیصلہ کیا۔ کیا اسی کے ید قدرت نے ولادت با سعادت کے لئے ایک معجزانہ تمہیدی نشان بھی ظاہر کر دیا اور وہ اصحاب الفیل کا واقعہ تھا

معتبر اور مستند روایات شاہد ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اس واقعہ سے چند ماہ بعد ہوئی۔

یہ واقعہ جن خصوصیات کا حامل ہے ان کے پیش نظر یہ عرب کے لئے عموماً اور اہل حجاز کے لئے خصوصاً نہایت عجیب اور حیرت زا تھا اور اس لئے وہ کبھی اس کو فراموش نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے اس کا نام ہی عام الفیل یعنی ہاتھیوں والا سال رکھ دیا مگر وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ دراصل یہ واقعہ ایک نشان ہے اس جلیل القدر ہستی کے ظہور کا جو ایک روز تمام معمورہ انسانی کو مرکز توحید اور قبلہ ابراہیمی پر جمع کر دے گی اور اس کو غیر اللہ دعوتوں کی آلودگیوں

سے پاک کر کے توحید الٰہی کے نغموں کے لئے مخصوص کر لئے گئی کیونکہ یہی وہ پہلا مقام ہے جو صرف خدائے واحد کی پرستش کے لئے بنایا گیا یہ مندر نہیں تھا کہ مورتی کی پوجا کی جائے یہ گرجا اور کلیسا بھی نہ تھا کہ یسوع مسیح اور کنواری مریم کے مجسموں کے سامنے سر جھکایا جائے نہ یہ آتش کدہ تھا کہ آگ کو نور کا مظہر قرار دے کر اس کی پرستش کی جائے اور نہ کہ صلوات یہود تھا کہ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بنا کر اس کی تقدیس کے نغمے گائے جائیں بلکہ یہ تو خدا اور صرف ایک خدا کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین۔

غرض بعثت کے بعد جب قدرت کے اعجاز نما ہاتھوں نے عام الفیل میں آپ کی ولادت کا راز سربستہ آشکارا کر دیا تب دنیا نے یہ سمجھا کہ ابرہۃ الاشرم اور اس کے لشکر سے کعبۃ اللہ کی یہ حفاظت اس لئے تھی کہ وہ وقت قریب آ پہنچا جب دراصل یہ مقدس مقام خدائے واحد کی عبادت اور توحید خالص کی مرکزیت کا شرف حاصل کرنے والا ہے پس جو طاقت بھی اس مقصد عظمیٰ سے متصادم ہو گی خود ہی پاش پاش ہو کر رہ جائے گی

ابرہہ عیسائی تھا اور اہل عرب (قریش) مشرک پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ابرہہ اور اس کے لشکر کی بربادی قریش کی نصرت و حمایت کے لئے تھی نہیں بلکہ اس لئے سب کچھ ہوا کہ مشیت الٰہی کے خلاف ابرہہ کی خواہش تھی کہ یمن (صنعاء) میں جو خوب صورت گرجا (القلیس) باپ، بیٹا، روح القدس (تثلیث) کے فروغ دینے کو بنایا گیا تھا مرکز توحید "کعبۃ اللہ" کی جگہ وہ مرجع خلائق بنے اور اس مقصد کی خاطر اس نے انہدام کعبہ کے لئے لشکر کشی کی اور پھر قریش یعنی سارا عرب اس کی مقاومت سے عاجز و درماندہ تھا ابرہہ وقت کے تمام جنگی اسلحہ اور سروسامان کا مالک اور قریش ان سب سے یکسر محروم تب غیرت حق حرکت میں آئی اور دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ خود گھمنڈ پر مشیت الٰہی سے ٹکرانے والا خود ہی فنا کے گھاٹ اتر گیا اور محور توحید "کعبہ" خدائی حفاظت کے سایہ میں اسی طرح قائم رہا ان فی ذالک لعبرۃ لمن یخشیٰ بلاشبہ اس بات میں بڑی ہی عبرت ہے اس شخص کے لئے جو خوف خدا رکھتا ہے قرآن عزیز نے سورۂ فیل میں اسی حقیقت

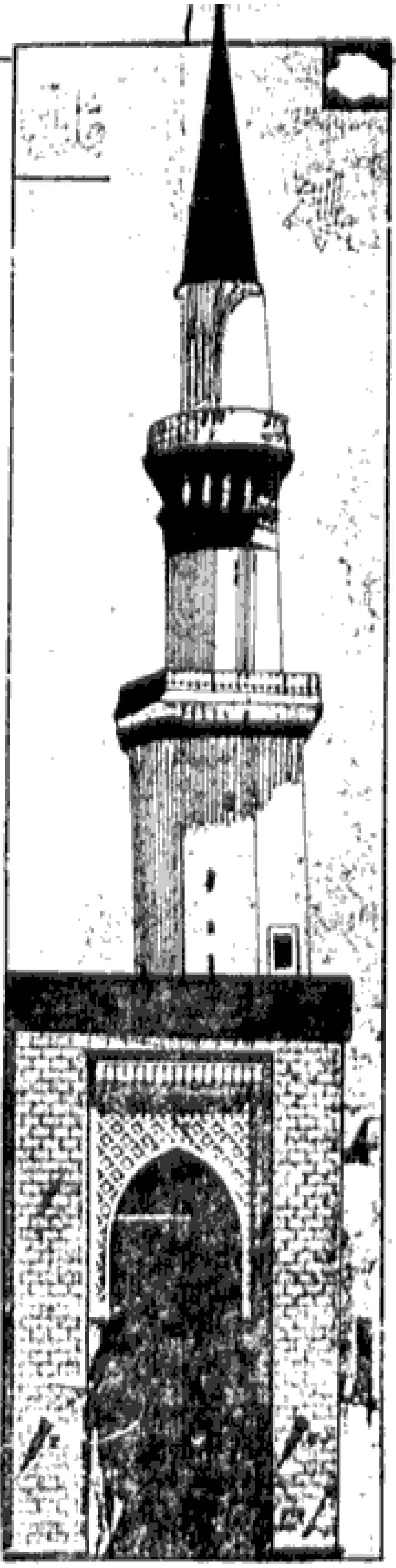

کو معجزانہ اسلوب بیان کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اے پیغمبر! کیا تجھے نہیں معلوم کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ان کے فریب کو ناکام نہیں بنا دیا؟ اور ان پر فوج در فوج پرندے بھیجے جو ان پر کنکریاں پھینکتے تھے پھر خدا نے ان ہاتھی والوں کو کھائے ہوئے بھس کے مانند کر دیا (سورۃ الفیل)

بہرحال عام الفیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا سال ہے اور یہ واقعہ آپ کے ظہور قدسی کا سب سے بڑا قریبی نشان ہے اور یہ حقیقت اس شخص پر بخوبی عیاں ہے لمن کان له قلب او القی السمع وھو شھید جس کے پاس قبول حق کے لئے دل ہے یا وہ حاضر دماغی کے ساتھ امر حق کی جانب کان لگائے ہے۔

تاریخ ولادت کی تحقیق

تمام ارباب تاریخ و سیر کا تین باتوں پر کلی اتفاق ہے ایک یہ کہ ولادت کا سال عام الفیل تھا چنانچہ سیرت و مغازی کا مشہور امام محمد بن اسحاقؒ اور جلیل القدر محدث و مورخ حافظ ابن کثیر جمہور کی یہی رائے نقل کرتے ہیں۔

"جمہور کے نزدیک یہی قول مشہور ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت عام الفیل میں ہوئی اور ابراہیم بن منذر کہتے ہیں کہ اس بات میں کسی عالم کو بھی شک و شبہ نہیں کہ نبی علیہ السلام عام الفیل میں پیدا ہوئے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے۔"

اور دوسری اور تیسری بات یہ کہ آپ کی ولادت ربیع الاول کے مہینے میں دوشنبہ (پیر) کے دن صبح صادق کے وقت ہوئی۔

"اور اس پر کلی اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ (پیر) کے دن پیدا ہوئے پھر جمہور کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔"

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں گاؤں کے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسولؐ آپ پیر کے دن کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور جس میں مجھ پر سب سے پہلے وحی نازل ہوئی۔

لیکن اہل سیر و تاریخ اس باب میں مختلف الرائے ہیں کہ ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی عوام میں تو مشہور قول یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول تھی اور بعض کمزور روایات اس کی پشت پر ہیں اور اکثر علماء ۸ ربیع الاول کہتے ہیں لیکن صحیح اور مستند قول یہ ہے کہ ۹ ربیع الاول تاریخ ولادت ہے اور مشاہیر علماء تاریخ و حدیث اور جلیل القدر محدثین اسی تاریخ کو صحیح اور اثبت کہتے ہیں چنانچہ حمیدی، عقیل، یونس بن یزید، ابن عبداللہ، ابن حزم، محمد بن موسیٰ خوارزمی، ابوالخطاب ابن دحیہ، ابن تیمیہ

ابن قیم، ابن کثیر، ابن حجر عسقلانی، شیخ بدرالدین عینی جیسے مقتدر علماء کی یہی رائے ہے۔

محمود پاشا فلکی نے جو قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم گزرا ہے، ہیئت کے مطابق جو زائچہ اس غرض سے مرتب کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اپنے زمانہ تک کے کسوف و خسوف (سورج گرہن و چاند گرہن) کا صحیح حساب معلوم کرے پوری تحقیق کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ سن ولادت باسعادت میں کسی حساب سے بھی دو شنبہ (پیر) کا دن ۱۲ ربیع الاول کو نہیں آتا بلکہ ۹ ربیع الاول ہی کو آتا ہے اس لئے بلحاظ قوت وصحت روایات اور باعتبار حساب ہیئت و نجوم ولادت مبارک کی مستند تاریخ ۹ ربیع الاول ہے۔

اصحاب فیل کے واقعہ سے کس قدر عرصہ بعد ولادت ہوئی؟ متعدد اقوال ہیں سب سے مشہور قول یہ ہے کہ پچاس دن بعد ظہور قدسی ہوا ہے۔

"ایک قول یہ ہے کہ اصحاب فیل کے واقعہ سے پچاس دن بعد ولادت باسعادت ہوئی اور یہی قول زیادہ مشہور ہے"

نسب مبارک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عربی النسل ہیں اور عرب کے معزز قبیلہ قریش کی سب سے زیادہ مقتدر شاخ بنی ہاشم سے ہیں قرآن عزیز نے اہل عرب کو خطاب کرتے ہوئے متعدد مقامات پر آپ کے عربی نژاد ہونے کا ذکر کیا ہے۔

"خدا وہ ذات ہے جس نے امیین (ان پڑھ لوگوں) میں سے ہی ایک رسول بھیج دیا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو الکتاب (قرآن) اور حکمت سکھاتا ہے بلاشبہ تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول (محمدؐ) آیا جبکہ بھیج دیا اللہ نے ان میں ایک رسول جو بلحاظ نسب ان ہی میں سے ہے" (آل عمران)

"اسی طرح ہم نے آپ پر قرآن کو بہ زبان عربی اتارا ہے تاکہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مکہ والوں اور ان کے گردو پیش کے رہنے والوں کو برائیوں سے ڈراؤ کیا (اس قرآن کو) سکھا دیتا ہے کوئی عجمی؟ اور حالت یہ ہے کہ یہ واضح عربی زبان ہے (النحل)

ماہرین انساب عرب کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے ہیں اس لئے کہ قریش بغیر کسی اختلاف رائے کے عدنانی ہیں اور عدنان کے اسمٰعیلی ہونے میں دو رائے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

عرب کے علم الانساب کے مشہور عالم محدث ابن عبدالبر تحریر فرماتے ہیں۔

"اور علماء انساب کا اس پر اتفاق ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدنان کی نسل سے ہیں اور عدنان اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے ہے اور دو بیعہ اور مضر بھی اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔"

علماء انساب نے نسب نامہ کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

اور والدہ کی جانب سے آپ کا نسب نامہ کلاب پر جا کر پدری سلسلۂ نسب کے ساتھ مل جاتا ہے یعنی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، کلاب کو حکیم بھی کہتے ہیں۔

البتہ عدنان اور حضرت اسمٰعیل کے درمیان سلسلہ کے ناموں سے متعلق ماہرین انساب کی آراء مختلف ہیں اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ کذب النسابون نسب بیان کرنے والوں نے غلط بیانی کی ہے کسی رائے کی توثیق نہیں فرمائی اور اپنے سلسلۂ نسب سے متعلق صرف اس قدر ارشاد فرمایا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل میں سے کنانہ کو منتخب بنایا اور کنانہ میں سے قریش کو عزت و عظمت بخشی اور قریش میں سے بنی ہاشم کو امتیاز عطا فرمایا اور بنی ہاشم میں سے محمد کو منتخب فرمایا۔"

گویا اس طرح سلسلۂ نسب کے صرف ان حصوں کی تصدیق فرمائی جو ماہرین انساب کے درمیان بلا اختلاف مسلم تھے

بقیہ: آپ کے مسائل

عمرہ اور دیگر متفرق مسائل

ایس ایم ہارون خان — ہزارہ ٹاؤن طائف

سوال: میں نے پہلی مرتبہ عمرہ ادا کیا اور پھر احرام باندھ کے اس کے دوسرے روز پھر عمرہ ادا کرنے چلا گیا پہلی بار تو طواف کرنے کے بعد صفا مروہ کے چکر پورے کرنے کے بعد بال استرے سے صاف کروا کر احرام کھول دیا اور دوسرے روز بغیر بال پر استرا پھروائے احرام کھول دیا کیا اب مجھ پر کچھ لازم ہے تفصیل سے بتائیں۔

جواب: عمرہ کے افعال سے فارغ ہو کر احرام کھولنے کے لئے سر کے بال اتارنا ضروری ہے اگر سر پہ بال نہ ہوں تو اس طرح استرہ یا بلیڈ پھیر لیا جائے۔ ورنہ احرام نہیں کھلتا۔ اور احرام کھولے بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننے سے دم لازم آتا ہے اس لئے اگر آپ نے اپنے سر پر استرہ نہیں پھروایا تو آپ اب بھی احرام میں ہیں احرام بھی کھول لیجئے اور دم بھی دیجئے۔

سوال: یہاں سعودی عرب میں زیادہ لوگ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب: ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

سوال: داڑھی کٹوانے کے بارے میں تفصیل سے وضاحت کریں۔

جواب: پورے ایک مشت داڑھی کا مستند چھوڑ لیا جائے۔

سوال: کیا زنا کے گناہ کی مغفرت کی کوئی گنجائش ہے؟

جواب: سچی توبہ سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

سوال: کن خامیوں کی وجہ سے اولاد والدین کی نافرمان کہلاتی ہے؟

جواب: ماں باپ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوں تو اولاد کی فرمانبرداری کی توقع نہ رکھی جائے۔

تکمیل نبوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میری اور مجھ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی۔ اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر حیرت کا اظہار کرتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ اب کوئی جگہ باقی نہیں جسے پر کرنے کے لئے کوئی آئے۔

تاجدارِ ختمِ نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ

از: مصطفیٰ ابن محمد عبداللہ بن العلوی الرافعی
ترجمہ: مولانا ابوالسجاد نسیم سلیمانی

نسب نامہ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ یوں ہے۔

محمد، ابن عبداللہ، ابن عبدالمطلب، ابن ہاشم، ابن عبد مناف، ابن قصی، ابن کلاب، ابن مرۃ ابن کعب، ابن لوی، ابن غالب، ابن فہر، ابن مالک، ابن نضر، ابن کنانہ، ابن خزیمہ، ابن مدرکہ، ابن الیاس، ابن مضر، ابن نزار، ابن معد، ابن عدنان۔

عدنان تک نسب نامہ میں اجماع امت ہے اور کسی قسم کا اختلاف نہیں اور عدنان کے بعد آدم علیہ السلام تک بہت زیادہ اختلاف ہے۔ مورخ کسی ایک بات پر متفق نہیں۔

آنحضرت کے اسمائے گرامی اور کنیتیں

حضورؐ کی مشہور کنیت ابوالقاسم ہے اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو ابوابراہیم کی کنیت دی تھی۔ آپ کے اسمائے گرامی بہت ہیں۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں آپ کے اسمائے مبارکہ ایک علیحدہ باب میں بیان فرمائے ہیں۔ جن میں سے کئی ایک کا ذکر صحیحین میں بھی آیا ہے۔ ان میں سے کچھ حسب ذیل ہیں ——— محمد، احمد، حاشر، عاقب، مقفی، ماحی، خاتم الانبیاء، نبی الرحمۃ، نبی الملحمۃ، (اور ایک روایت کے مطابق نبی الملاحم) نبی التوبۃ، فاتح، طٰہٰ، یٰس، عبداللہ وغیرہ۔

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ بعض علماء نے کچھ دوسرے نام بھی بتلائے ہیں۔ خود خدا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کو ان ناموں سے یاد فرمایا ہے۔

رسول، نبی، امی، شاہد، مبشر، نذیر، داعی الی اللہ، سراج منیر، رؤف، رحیم، مذکر، رحمۃ، نعمۃ، ہادی۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن میں میرا نام محمد ہے اور تورات میں احید اور احید میرا نام اس واسطے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو آتش جہنم سے ہٹا کر بچاؤں گا۔

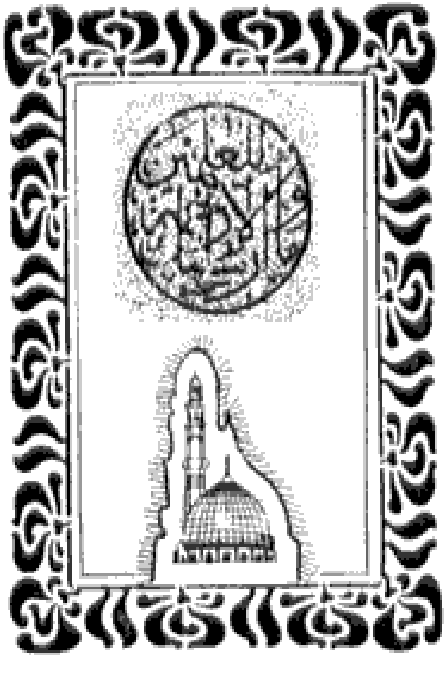

میری رائے یہ ہے کہ مذکورہ اسماء میں سے کچھ صفات ہیں اور صفات پر اسماء کا اطلاق مجازاً ہی کیا گیا ہے۔ امام ابوبکر ابن العربی مالکی اپنی کتاب الاحوذی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ایک ہزار ہی نام ہیں۔

ابن الاعرابی کا کہنا ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء کے نام ملنے تو بے عدد (بے شمار) ایک بہت محدود ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام تو میں نے وہ الفاظ جو بظاہر اسماء معلوم ہوتے ہیں۔ گنے ہیں وہ چونسٹھ بنتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ بھی آپ کے اسماء ہیں۔

آنحضرت کے ننھیال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نسب نامہ یوں ہے۔

آمنہ، بنت وہب، ابن عبد مناف، بن زہرۃ، بن کلاب، بن مرۃ، ابن کعب، بن لوی، بن غالب۔

ولادت، وفات اور عمر

آپ کی ولادت باسعادت کے متعلق روایات مختلف ہیں بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ اس سال پیدا ہوئے جب ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ کعبہ مکرمہ پر حملہ کیا تھا۔ اس سال کو عرب عام الفیل کہا کرتے ہیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ عام الفیل سے ۲۳ سال بعد پیدا ہوئے حاکم ابواحمد کی روایت کے مطابق آپ عام الفیل سے چالیس سال بعد پیدا ہوئے۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عام الفیل سے آپ دس سال بعد پیدا ہوئے اور صحیح و مشہور روایت یہی ہے کہ آپ عام الفیل ہی میں پیدا ہوئے۔ امام بخاری کے استاذ ابراہیم بن منذر حزامی اور خلیفہ ابن خیاط اور دوسرے لوگوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ آپ ربیع الاول میں پیر کے روز پیدا ہوئے۔ البتہ تاریخ اختلاف ہے کہ وہ دوسری تھی یا آٹھویں، دسویں تھی یا بارہویں، (نویں کی روایت بھی ہے) یہی چار قول اس سلسلہ میں مشہور ہیں۔ اور وفات پیر کے روز بارہ ربیع الاول بوقت دوپہر ۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔ منگل کے دن زوال آفتاب کے بعد حضورؐ کو دفن کیا گیا ہے۔ حضورؐ کی عمر کے متعلق تین روایتیں ہیں ۶۳ سال، ۶۵ سال اور ساٹھ سال۔ ان میں سے پہلی روایت سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ مشہور ہے۔

حسن اتفاق یہ کہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کی عمر بھی تریسٹھ تریسٹھ سال ہوئیں۔

حاکم ابو عبداللہ کے استاذ حاکم ابو احمد نے روایت کی کہ آنحضرتؐ کی پیدائش سوموار کو ہوئی۔ نبوت سوموار کو ملی، مکہ سے ہجرت سوموار کو کی، مدینہ میں داخلہ سوموار کو ہوا۔ اور وفات سوموار کو ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ حضور کو کفن تین سفید کپڑوں کا دیا گیا۔ قمیض یا عمامہ آپ کو نہیں پہنایا گیا۔

قبر مبارک میں آپ کو حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے لڑکوں (فضل و قثم) اور شقران نے اتارا۔ ایک روایت میں ہے کہ اسامہ بن زید اور اوس بن خولی بھی ان لوگوں کے ساتھ تھے۔ قبر مبارک لحد والی تھی۔ اور لحد پر کچی اینٹیں چنی گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ نو اینٹیں لحد پر چنی گئی تھیں۔ پھر مٹی برابر کر کے اس پر پانی چھڑکا گیا۔

آپ کے والد اور والدہ کی وفات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کی وفات کے متعلق اختلاف ہے اور اس میں کئی روایات ہیں۔

۱۔ آپ دو سال ۴ ماہ کے تھے۔ جب آپ کے والد فوت ہو گئے۔

۲۔ آپ نو ماہ کے تھے۔ جب آپ کے والد فوت ہو گئے۔

۳۔ آپ سات ماہ کے تھے۔ جب آپ کے والد فوت ہو گئے۔

۴۔ آپ دو ماہ کے تھے جب آپ کے والد فوت ہو گئے۔

۵۔ آپ ابھی والدہ کے شکم مبارک میں تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے۔

اس میں سب مورخین کا اتفاق ہے کہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔

آپ چھ یا آٹھ ماہ کے تھے۔ جب آپ کے دادا فوت ہو گئے اور انہوں نے آپ کو ابو طالب کی ولایت میں دے دیا۔

آنحضرتؐ کی والدہ محترمہ جب فوت ہوئیں تو آپ علی اختلاف الروایات چار یا چھ سال کے تھے۔ آپ کی والدہ مکہ و مدینہ کے درمیان بمقام ابوا فوت ہوئی تھیں۔

مکہ و مدینہ کی اقامت

آپ چالیس سال کے تھے یا ایک روایت کے مطابق چالیس سال اور ایک دن کے تھے۔ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے سارے لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا کہ مکہ میں تیرہ سال رہے۔ اور دوسری روایت کے مطابق دس سال رہے اور تیسری روایت کے مطابق پندرہ سال قیام فرمایا پھر ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں بلا اختلاف دس سال رہے۔ مدینہ میں ۱۲ ربیع الاول سوموار کو تشریف لائے۔ صفر کے دو روز باقی تھے۔ بدھ کا دن تھا کہ آپ بیمار ہو گئے (درد شروع ہوا) اس وقت آپ کی باری حضرت میمونہؓ کے گھر کی تھی۔

رضاعت

کچھ دنوں تک آپ کو آپ کے چچا ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا اور پھر حضرت حلیمہ سعدیہ نے۔ حضرت حلیمہ کی روایت ہے کہ دوسرے بچے جتنا ایک ماہ میں بڑھتے ہیں آپ اس قدر ایک دن میں بڑھتے تھے۔ آپ نے یتیمی کی حالت میں نشوونما پائی۔ پہلے آپ اپنے دادا عبدالمطلب کے زیر سایہ

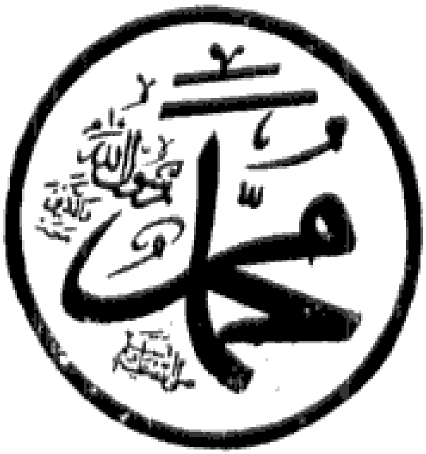

رہے اور پھر اپنے چچا ابو طالب کے۔

عصمت

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جاہلیت کی ہر برائی سے دور رکھا۔ آپ نے عمر بھر کسی بت کو تعظیم نہیں دی اور نہ کفار کی مجالس میں کبھی گئے۔ وہ لوگ اگرچہ بارہا آپ کو لے جانا چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل خاص سے وہ بچ جاتے۔ حدیث میں حضرت علیؓ سے روایت آئی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے نہ کبھی کسی بت کو پوجا نہ کبھی شراب پی اور یہ بھی ہمیشہ سے مجھے معلوم تھا کہ یہ لوگ (کفار مکہ) کفر پر ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ آپ جاہلیت کی برائیوں اور دوسرے عیوب سے بچے رہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلق جمیل کا مالک بنایا اور اپنی قوم میں امین کے نام سے مشہور ہو گئے۔

آپ کے سفر

آپ ابھی بارہ سال کے تھے کہ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کے سفر پر تشریف لے گئے بصریٰ میں پہنچے۔ تو بحیرا راہب نے آپ کو دیکھا اور دیکھتے ہی آپ کی علامات کی بناء پر پہچان گیا اس نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا آپ سید العالمین ہیں آپ رب العالمین کے رسول ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ پوچھا گیا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا تو اس نے جواب دیا۔ جب آپ لوگ آئے تو میں نے دیکھا کہ شجر و حجر ان کو جھک جھک کر سلام کرتے تھے اور سوائے نبی کے یہ کسی کو سلام نہیں کرتے۔ آپ کی سب نشانیاں ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے ابو طالب سے درخواست کی کہ آپ کو واپس وطن بھیج دیا جائے ایسا نہ ہو کہ یہودی انہیں کچھ نقصان پہنچائیں۔ چنانچہ ابو طالب نے آپکو واپس مکہ بھیج دیا۔

دوسری بار آپ حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ کے ساتھ شام کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس وقت آپ ابھی پچیس سال کے نہیں ہوئے تھے یہ سفر تجارت کے سلسلہ میں تھا اور اس بار بھی آپ بصریٰ کی منڈی تک تشریف لے گئے پچیس برس کے ہوئے تو حضرت خدیجہ سے نکاح ہو گیا۔

تیسری مرتبہ آپ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے موقع پر سفر کیا۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ بھی تھے اور عبداللہ بن اریقط الليثی اس وقت آپ کے رہنما تھے۔ جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت

آپ نہ زیادہ لمبے قد کے تھے اور نہ ٹھگنے۔ نہ بہت زیادہ سفید اور نہ گندم گوں آپ کے بال نہ زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔ جب آپکی وفات ہوئی تو آپ کے سر میں بیس سفید بال بھی نہیں تھے۔ آپکا جسم نہایت خوبصورت سڈول تھا۔ کندھے آپ کے چوڑے تھے اور سر کے بال کبھی کندھوں تک رہتے اور کبھی کانوں کی لو تک اور کبھی آدھے کانوں تک۔ لحیۂ مبارک گھنی اور خوبصورت تھی۔ ہتھیلیاں بھری ہوئی اور انگلیاں سخت تھیں۔ سر بڑا اور چہرہ گول تھا۔ آنکھیں سیاہ سیاہ اور پلکیں بڑی تھیں۔ سینے پر ناف تک بالوں کی ایک لکیر سی بنی ہوئی تھی۔ جب چلتے تھے تو ذرا آگے کو جھک کر چلتے تھے جیسے اونچی جگہ سے اتر رہے ہوں اور اپنی پوری قوت سے چلتے تھے۔ آپ کا چہرہ اس طرح چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند ہے۔ خوش آواز اور نرم رفتار تھے پیٹ اور سینہ برابر

تھے۔ کندھوں کلائیوں اور سینہ پر بال تھے فراخ ہتھیلی چوڑا منہ لمبی آنکھوں والے تھے۔ ایڑیوں پر گوشت کم تھا اور دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت کبوتری کے انڈے کے برابر تھی۔

آپ جب چلتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ زمین آپ کے لیے لپیٹی جا رہی ہے۔ لوگ کوشش سے آپ کے پیچھے پیچھے آتے تھے۔ حالانکہ آپ کو پروا بھی نہ ہوتی تھی۔ پہلے آپ بال یوں ہی چھوڑ دیتے تھے پھر مانگ نکالتے تھے۔ سر اور داڑھی میں کنگھا کیا کرتے تھے ہر رات کو سوتے وقت سرمہ تین سلائیاں لگاتے تھے۔ آپ ہمیشہ کرتا پہنا کرتے تھے۔ سرخ لکیروں والی چادر بھی اوڑھا کرتے تھے۔ کرتہ کی آستینیں پہنچوں تک ہوتی تھیں۔ ایک وقت آپؐ نے تہمد، چادر اور سرخ حلہ بھی پہنا تھا۔ تنگ آستینوں کا جبہ بھی آپ نے پہنا تھا اور ایک وقت چغہ بھی پہنا۔ بعض اوقات سیاہ عمامہ بھی باندھا جس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ رکھا تھا۔ سیاہ کمبل پہننا بھی آپ سے ثابت ہے۔ انگوٹھی موزہ اور جوتا پہننا بھی ثابت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ حضورؐ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو اور زیادہ جواد کریم ہو جاتے تھے خُلق و خَلق میں سب سے زیادہ بہتر تھے ہتھیلی سب سے نرم اور خوشبودار سب سے اچھی عقل سب سے کامل اور معاشرت سب سے زیادہ خوبصورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جاننے والے اور اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔

اپنے نفس کی خاطر آپ نے غصہ نہیں فرمایا تھا۔ ہمیشہ اللہ کی خاطر غصہ فرماتے۔ اپنے اہل وعیال کی حاجتیں ہمیشہ پوری فرماتے اور کمزوروں کے لیے ہمیشہ جھک جاتے۔ کسی سوال کے موقع پر آپ نے "نہ" کبھی نہیں کی۔ سب سے زیادہ باحوصلہ اور سب سے زیادہ حیادار تھے۔ حق کے معاملہ میں قریب و بعید قوی اور ضعیف آپ کے نزدیک برابر تھے کبھی کسی کھانے پر آپ نے نام نہیں دھرا۔ اگر اشتہا ہوتی تو کھا لیا نہیں تو چھوڑ دیا۔ لیٹ کے یا آسرا لگا کے آپؐ ہرگز نہ کھاتے تھے۔ مباح چیز کو کبھی نہ رد کرتے تھے۔ میٹھی چیز اور شہد بہت زیادہ پسند فرماتے۔ کدو بھی آپ کو اچھا معلوم ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے۔ ثرید کو بھی آپ پسند فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا عائشہؓ کو عورتوں پر وہی فضیلت ہے جو ثرید کو دوسرے کھانوں پر ہے۔ بکری کے گوشت میں سے آپ کو بازو کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حالت میں تشریف لے گئے کہ کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر نہیں کھائی تھی۔ مہینہ مہینہ اور دو دو مہینے گذر جاتے اور آپ کے گھروں میں آگ تک نہ جلتی تھی تحفہ کے طور پر جو کچھ آپؐ کے ہاں آتا آپؐ اسے تناول فرماتے مگر صدقہ میں سے کچھ نوش نہ فرماتے تھے تحفہ صرف لینا ہی نہ جانتے بلکہ اس کے مکافات میں تحفے دیا بھی کرتے تھے۔ خود جوتے کو ٹانکا لگا لیتے کپڑے میں پیوند لگاتے اور بیماروں کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کسی کو کبھی حقیر نہ سمجھتے تھے۔ فقیر و غنی اور رذیل و شریف سب کے بلاوے پر جواب باصواب عنایت فرماتے تھے۔

کھاتے وقت تین انگلیاں استعمال فرماتے تھے اور کھانے سے فراغت کے بعد انہیں چاٹ بھی لیتے تھے۔ پانی تین سانسوں میں پیتے تھے اور سانس برتن سے باہر لیتے تھے۔ جب کبھی کچھ ارشاد فرماتے تو آپؐ کا کلام ایسا جامع و مانع ہوتا تھا کہ تھوڑی سی بات میں بہت بڑے معنے پوشیدہ ہوتے تھے۔ کلام کو دو تین بار دہراتے تاکہ مخاطب اسے اچھی طرح سمجھ لے۔ کبھی بغیر ضرورت کلام نہ فرماتے تھے۔ اُٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر آپ کی زبان پر ہوتا تھا سواری کے لیے گھوڑا گدھا اونٹ اور خچر سبھی استعمال فرما لیتے تھے اپنے ساتھ بعض اوقات دوسرا سوار بھی بٹھا لیتے لیکن سرمایہ داروں کی طرح یہ نہ کرتے کہ خود سوار ہوں اور دوسرا آدمی پیچھے ساتھ ساتھ چلتا (یا دوڑتا) آئے۔ بسا اوقات ایسے مواقع بھی آئے کہ انتہائی بھوک کی وجہ سے آپ نے پیٹ پر پتھر باندھ لیے کبھی کبھی گھر پر فاقہ ہوتا تھا۔ آپ کا بستر بس ایک چمڑے کا گدا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

باوجود اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کے خزانوں کا مالک بنا دیا تھا آپ متاع دنیا سے بہت کم استفادہ فرماتے اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے تھی حضور ہمیشہ کثیر الذکر اور دائم الفکر آدمی کی زندگی گذارتے تھے محض تبسم پر اکتفا فرماتے۔ بہت کم ایسا ہوا کہ آپ اس طرح ہنسے ہوں کہ آپ کے دانت ظاہر ہو جائیں خوشبو حضورؐ کو بہت پسند تھی۔ بدبو سے کراہت کا اظہار فرماتے۔ عموماً متین گفتگو فرماتے۔ لیکن کبھی مزاح فرماتے تو بھی حق بات ہی زبان مبارک سے ادا ہوتی تھی۔ عذر کرنے والے کی معذرت قبول فرمانا آپؐ کا شیوہ تھا۔ رحم و کرم میں اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق تھے۔

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔

تمہارے پاس ایسا رسول تم ہی میں سے آئے گا۔ جسے تمہاری تکالیف کا احساس ہے اور جو مومنوں کیلئے رؤف ورحیم ہے۔

آپ کا عتاب کبھی سرسری سی طنز سے آگے نہ بڑھتا تھا۔ بغیر نام لیے بس ایسے کلمات فرما دیے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا۔ جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود نہیں" وغیرہ۔ ہمیشہ نرمی کا حکم فرماتے اور سختی سے منع فرمایا کرتے تھے۔ عفو و درگزر اور مکارم اخلاق کی تلقین فرمایا

میں عاقب ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے۔ اور نہ نبی (ترمذی کتاب الرؤیا، باب ذہاب النبوۃ، مسند احمد مرویات انس بن مالک)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، کہ میرے ذریعے کفر مٹ جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے۔ (یعنی میرے بعد اب قیامت ہی آئی ہے)۔ اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

کرتے تھے۔ وضو کرتے، کنگھا کرتے، جوتا پہنتے اور دوسرے سب کاموں میں پہلے دائیں طرف کے استعمال کی پابندی فرماتے تھے۔ بایاں ہاتھ عموماً بیت الخلاء یا ایسے ہی دوسرے کاموں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ سوتے وقت دائیں پہلو پر قبلہ کی طرف رخ کرکے سوتے تھے۔ حضورؐ کی مجلس ہمیشہ علم و حیا، امانت و دیانت اور صبر و سکینت کی مجلس ہوتی تھی۔ جس میں کبھی شور و شغب یا بلند آواز نہ ہوتی تھی اور نہ کبھی اس میں عورتوں کا ذکر آتا تھا۔ عموماً تقویٰ و تواضع، بڑوں کی خدمت کی اور عزت، چھوٹوں پر رحم، محتاج کے لیے ایثار، مسافروں کی حفاظت اور بھلائی کی طرف رہنمائی کی تلقین ہوتی تھی۔ اپنے دوستوں اور مصاحبوں کی تالیف قلوب اور دوسری اقوام کے بڑوں کی عزت فرماتے تھے۔ برائی کا بدلہ برائی سے آپؐ نے کبھی نہ دیا۔ بلکہ ہمیشہ درگزر فرماتے تھے کبھی اپنی کسی بیوی یا خادم پر ہاتھ نہیں اٹھایا جب کبھی دو کاموں میں آپ کو اختیار دیا گیا۔ آپ ہمیشہ آسان کی راہ پسند فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال اخلاق اور اعلیٰ خصائل سے متصف فرمایا اور اولین و آخرین کے علوم نبوت عنایت فرما کر وہ چیز عطا فرمائی تھی کہ جس میں فوز و فلاح ہو۔ بظاہر آپ امی تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے آدمیوں میں سے کوئی آپ کا استاذ بھی نہیں تھا۔ اللہ نے آپ کو اولین و آخرین میں ممتاز و مختار فرمایا۔ اور آپ کو وہ عنایت فرمایا۔ جو دنیا میں کسی کو نہ دیا۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضورؐ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ کبھی کوئی دیبا و حریر دیکھا اور نہ کبھی کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو آپ کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہو۔ میں نے دس سال تک حضورؐ کی خدمت کی مگر آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور جو کام میں کر لیتا اس کیلئے آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور جو کام میں نہ کرتا اس کے لیے کبھی ایسا نہیں فرمایا کہ تم نے کیوں نہیں کیا۔

صلوات اللہ علیہ وسلامہ دائمین الی یوم الدین

عالم کے لئے بڑا فتنہ

حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ نے فرمایا "عالم کے لئے یہ بہت بڑا فتنہ ہے کہ وہ اس کی خواہش رکھے کہ لوگ اس کے پاس آکر بیٹھا کریں۔"

(مکتوبات و ملفوظات اشرفیہ)

محسن انسانیت

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

تحریر: احمد علی چنہ لاٹوانگی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عالم انسانیت کے لئے اپنا آخری پیغمبر و رسول بنا کر بھیجا۔ اس کے بعد قیامت تک کوئی نیا پیغمبر یا رسول نہیں آئے گا جس کی دلیل دیتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا۔ "محمدؐ، آپ لوگوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبی آخر الزماں ہیں اور اللہ ہی ہر شئی" کو جانتا ہے" (سورہ احزاب)

پورا دور ایسا تھا جب عالم انسانیت میں ظلم و اندھیرا چھایا ہوا تھا لوگ جہالت کی وجہ سے پتھر کے بنائے ہوئے بتوں کو پوجتے تھے۔ درختوں، چاند، سورج، ستاروں اور آگ وغیرہ کو اپنا معبود سمجھتے تھے اور ان ہی سے مرادیں مانگتے اور انہی کا ہی شکر کرتے تھے یعنی اس معبود حقیقی کو انہوں نے بھلا دیا تھا جس نے ان کو اور دونوں عالم کو وجود بخشا تھا۔ خصوصاً عرب قوم میں جہالت کی انتہا تھی ذرا سی باتوں پر بھی لڑتے رہتے تھے اور کئی سالوں تک جھگڑے جاری رہتے تھے غریب لوگوں کا جینا مشکل ہو چکا تھا۔ معاشرے میں عورت کا کوئی مقام نہ تھا اور اس کو عیش کی علامت تصور کیا جاتا تھا لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کیا جاتا تھا کوئی پاکیزہ معاشرہ نہ تھا۔ نہ کوئی مرکزی حکومت تھی۔ اور نہ ہی کوئی ایسا سیاسی نظام تھا۔ ساری عرب قوم مختلف قبیلوں میں بٹی ہوئی تھی۔ عدل و انصاف کا خاتمہ ہو چکا تھا کوئی امیر یا بڑا آدمی گناہ کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیا جاتا تھا اور اگر کوئی غریب آدمی گناہ کرتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی مطلب یہ کہ طرح طرح کی برائیاں اور ناانصافیاں موجود تھیں کہ ایسے حالات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا رب بزرگ و برتر نے چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا کی تاکہ دنیا والوں تک خدا کی وحدانیت کا پیغام پہنچایا جائے معاشرے سے گندگیوں اور بداخلاقیوں کو ختم کیا جائے انسان کو وحشیت سے دور کرکے انسانیت کا سبق سکھایا جائے معاشرے کو پاکیزہ بنا کر اخلاق حسنہ کی بنیاد رکھی جائے۔

جب آپؐ نے دین حق کی تبلیغ شروع کی اور خدا کی وحدانیت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا تو آپؐ کو کئی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپؐ نے اس پر جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اس کی مثال نہیں ملتی آپؐ کے اس صبر و تحمل کا نتیجہ دیکھ کر عرب قوم جو اتنی جاہل تھی کہ نہ کچھ سوچتی تھی نہ سمجھتی تھی اور نہ ہی پشتینی اعتقادات کے خلاف کوئی بات سننا گوارا کرتی تھی۔ جو اس بات کرتا تھا تو اسے قتل کر دیتے تھے لیکن آپؐ نے کسی خوف و خطرے کے بغیر خدا تعالیٰ کے حکم سے لوگوں تک پیغام حق پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے دین کی کامیابی عطا فرمائی کہ دشمن لوگ سوائے چند لوگوں کے دین حق پر آ گئے اور آپؐ پر اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہو گئے ایسی مثال کسی نبی یا پیغمبر نے نہیں دی کہ نبوت کے بعد ۲۳ سال میں [illegible] اتنی بڑی کامیابی پائی ہو۔ یہ آپؐ کی ہی ذات اکمل تھی کہ اتنی کامیابی حاصل کر لی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جامع، کامل اور عالمی نبی تھے۔

آپؐ کی زندگی عالم انسانیت کے لئے ایک نمونہ ہے کیوں کہ آپؐ دنیا بھر کے انسانوں کے لئے رسول بن کر آئے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے "آپ کہہ دیجئے کہ اے دنیا بھر کے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے" (سورہ الاعراف) آپؐ کی ذات بابرکات عالی صفات تمام اخلاق و فضائل، صفات جمال میں اعلیٰ و اشرف اقویٰ ہے ان تمام کمالات و محاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قوت و طاقت سے باہر ہے۔ کیوں کہ وہ تمام کمالات جن کو عالم امکان میں تصور کیا جا سکتا ہے سب کے سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں تمام انبیاء و مرسلین آپ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظہر ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ آپؐ نے بحیثیت ایک پیغمبر کے اپنے پیروؤں کو جو نصیحت فرمائی اس پر سب سے پہلے خود عمل کرکے دکھایا یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا "اور بلاشبہ آپ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں" (سورہ القلم)۔ اور آپؐ نے خود ارشاد فرمایا "مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے" (بخاری) آپؐ صبر و استقامت، عفو و کرم، سخاوت و شجاعت و قناعت و توکل، انکسار طبعی، دیانت و امانت، انکساری و تواضع، نرمی و شفقت، ایثار و تحمل اور زہد و تقویٰ کے پیکر تھے۔ آپؐ کے بارے میں حضرت علی کرم

اللہ وجہہ فرماتے ہیں، "آپ ﷺ ہنس مکھ طبیعت کے نرم، اخلاق کے نیک اور نیوت فیاض تھے طبیعت میں مہربانی تھی۔ سخت مزاج نہ تھے کوئی برا کلمہ منہ سے نہیں نکالتے تھے اور لوگوں کے عیب اور کمزوریوں کو نہ ڈھونڈا کرتے تھے کسی کی کوئی فرمائش اگر مزاج کے خلاف ہوتی تو خاموش رہ جاتے، نہ اس کو صاف جواب دے کر مایوس کرتے اور نہ اپنی منظوری ظاہر کرتے واقف کار اس انداز خاص سے سمجھ جاتے کہ آپ کا منشا کیا ہے یہ پاس تھا۔ کہ آپ کسی کا دل توڑنا نہیں چاہتے تھے دل شکنی کرنے کے بجائے دلوں پر مرہم رکھتے تھے۔ کہ آپ رؤف و رحیم تھے" (شمائل ترمذی) انسان کے اخلاق عادات اور اعمال کا بیوی سے بڑھ کر واقف کار کوئی نہیں ہو سکتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت حضرت خدیجہؓ کے نکاح کو پندرہ برس ہو چکے تھے اور یہ مدت اتنی بڑی ہے کہ جس میں ایک انسان دوسرے انسان کے عادات وخصائل اور طور طریقہ سے اچھی طرح واقف ہو سکتا ہے اس واقفیت کا اثر حضرت خدیجہؓ پر پڑتا ہے کہ ادھر آپ ﷺ کی زبان سے اپنی نبوت کی خبر نکلتی ہے اور ادھر حضرت خدیجہؓ کا دل اس کی تصدیق پر آمادہ ہو جاتا ہے آپ کے سوتیلے فرزند جو حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر سے صاحبزادہ حضرت ہندؓ ہو گویا آپ کے پروردہ تھے گواہی دیتے ہیں کہ "آپ کی طبیعت میں نرمی تھی سخت نہ تھے کسی کا دل نہ دکھاتے تھے کسی چیز کی برائی نہ کرتے تھے کھانا جیسا سامنے آتا کھا لیتے تھے اس کو برا نہ کہتے تھے کسی کی عزت کے خلاف کوئی بات نہیں کہتے تھے آپ کو اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی غصہ نہ آتا تھا، نہ کسی سے بدلہ اور انتقام لیتے تھے اور نہ کسی دل شکنی کو گوارا کرتے تھے لیکن اگر کوئی حق بات کی مخالفت کرتا توحق کی طرف داری میں آپ ﷺ کو غصہ آجاتا تھا اور اس حق بات کی آپ ﷺ پوری حمایت فرماتے تھے۔" (شمائل ترمذی)

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی تجارت دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرا اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ تھا۔ اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ کی آڑ میں پناہ لیتے تھے بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ سے نزدیک رہتا جب کہ آپ ﷺ دشمن کے قریب پہنچ گئے تھے کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔" (نشر الطیب) آپ ﷺ سخاوت میں سب سے زیادہ تھے گھر میں جو کچھ بھی مال ہوتا وہ سب اللہ کے نام پر غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے قمیص خریدی ایک سوالی کے مانگنے پر وہ قمیص اسے دے دی ایک دن حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا۔ "اے ابوذر! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں میرے پاس ایک اشرفی بھی رہے سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لیے ہو۔ تو اے ابوذر! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا" (صحیح بخاری) آپ ﷺ دولت سے ہمیشہ کنارہ کرتے تھے یعنی اسے کبھی گھر میں جمع نہ کیا کرتے تھے اور یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرما۔ (جامع ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نرم دل اور شفیق تھے۔ آپ ﷺ کی شفقت ہر مسلم وغیر مسلم، اپنے یا پرائے کے ساتھ یکساں تھی اگر کوئی آپ ﷺ کے ساتھ بد سلوکی سے پیش آتا تو آپ اس کے ساتھ نرمی و شفقت سے پیش آتے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں کیا گیا ہے " اور ہم نے آپ کو کسی اور بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لیے" (سورۃ الانبیاء) آپ ﷺ ہمیشہ سچ بولنے والے ایماندار و دیانت دار تھے۔ جس کا اعتراف آپ کے دشمن بھی کرتے تھے وہ اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھتے اور کسی دوسرے کو آپ سے زیادہ امین نہیں سمجھتے تھے کفار مکہ اکیس سال تک آپ ﷺ اور آپ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے تھے ظلم و ستم کا کوئی سریہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو آپ ﷺ کے رفقاء فاتح مکہ بن کر مکہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ اس وقت خود قدرت رکھتے تھے کہ آپ ﷺ چاہتے تو سابقہ زیادتیوں کا بدلہ ہر ایک سے چن چن کر لے سکتے تھے لیکن آپ ﷺ نے انہیں امن دیا۔ اور معاف کر دیا۔

یہ تھے محسن انسانیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ کے چند پہلو دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

مضامین نگار اور نامہ نگار حضرات خبریں، مضامین صاف اور خوشخط لکھیں

جبار کارپٹس

ڈیلرز

قائد آباد کارپٹ ● مون لائٹ ● بلال کارپٹ ●
یونائیٹڈ کارپٹ ● ڈیکورا کارپٹ ● اولمپیا کارپٹ

مساجد کیلئے خاص رعائت

۳۔ این آر ایونیو، ایس ڈی ون بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون:۔ ۶۲۶۸۸۸

انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم — مکارم اخلاق

از: مولانا عبدالرزاق مسعود، برطانیہ

دنیا کے بیشتر مذاہب و اقوام کے نبیوں یا روحانی پیشواؤں کا عملی پہلو نظروں سے اوجھل ہے تاریخ ان کی سیرت و کردار کے واقعات ضبط تحریر میں نہیں لائی۔ یہودیت اور نصرانیت دنیا کے عظیم مذاہب میں سے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی معلوم نہیں کہ انہوں نے کس جگہ وفات پائی، پیدا ہوئے اور کہاں مدفون ہیں ان کے کچھ احکام تو ملتے ہیں جو بعض معاملات میں مفصل بھی ہیں مگر ان کے کردار کے عملی پہلو کے متعلق تاریخ اور روایات خاموش ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عملی زندگی کے بے شمار گوشے تحقیق ناپید و مفقود ہیں ان کے مقابلے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا ایک ایک واقعہ تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔ صرف طریقہ عبادات کے متعلق ہی نہیں بلکہ غسل و طہارت سے لیکر تعزیت تک اور لباس مبارک، ذکر نے سے لے کر امور خارجہ تک تمام حالات تفصیل کے ساتھ لوگوں نے اپنے قلب و ذہن پر ثبت کئے اور تاریخ نے اوراق میں محفوظ کیا۔

عمل اس وقت تک ممکن ہے جب علم ہو آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک دنیا کے ہر شخص کے پیش نظر ہے جس کی وجہ سے عمل کرنا آسان ہو گیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ان کے پیکر میں انسانیت کے سامنے دستور حیات اور سیرت و کردار کی مکمل اور واضح تصویر ہے پس دوسری مثال اور نمونہ یعنی کسی دوسرے نبی کی اب ضرورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جن بناپر مدح و ستائش کی ہے اس میں آپ کے حسن اخلاق کو بڑی اہمیت حاصل ہے قرآن مجید میں ہے "بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں" (القلم ۴) بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اخلاق کی ایک صفت میں تو کمال حاصل کر لیتا ہے مگر دوسری صفت سے عاری ہوتا ہے مثلاً اگر وہ انکساری کا وصف پیدا کر لیتا ہے تو شجاعت کا جوہر کھو بیٹھتا ہے اگر رحم میں افراط ہوتی ہے تو دامن عدل ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہے جو ہر وصف اخلاق کو انتہائے کمال تک لے گئی ہے حسن خلق کی اصل اہمیت یہ ہے کہ یہ دین کی غرض وغایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بھیجا ہی اسی لئے گیا ہے کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں۔ صحابہ کرامؓ جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو قریب سے دیکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ آپ کے مکارم اخلاق کی مختلف الفاظ میں تصویر کشی کی ہے حضرت عائشہؓ نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل و جان کے قریب تھیں ان چند جامع الفاظ میں آپ کے اخلاق کو سمو دیا ہے کہ قرآن ہی آپ کا اخلاق تھا۔ یعنی قرآن نے جتنی خوبیاں اور صفات کا ذکر کیا کہ اعلیٰ انسان میں ہونی چاہیے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان تمام خوبیوں کا مجموعہ تھے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی نمونہ کے علاوہ ترغیب و تلقین کے ذریعے بھی اخلاق کی اہمیت کو انسان کے دل میں جاگزیں کرنے کی کوشش کی آپ فرماتے ہیں تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اخلاق کے لحاظ سے بہتر ہو حضور کریمؐ کے آخری ایام میں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی آخری نصیحت جو مجھے اس وقت فرمائی۔ جب کہ میں نے اپنا پاؤں سواری کی رکاب میں رکھ دیا تھا یہی کہ اے معاذ! لوگوں کے ساتھ اپنے اچھے اخلاق سے پیش آ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک اعلیٰ ترین منصب پر فائز حاکم کو بھی عام لوگوں سے خوش اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیے حسن خلق کا وصف اس بات سے دو آتشہ ہو جاتا ہے کہ اس کو کسی ایک مذہب یا ملت تک محدود رکھا جا... بلکہ اس کی فیض رسانی ہر ذی روح تک ہوتی ہے حسن خلق انتہائی وسیع صفات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس میں خوش گفتاری، خوش کرداری اور خاکساری کے تمام پہلو آجاتے ہیں حضورؐ کے قول و فعل میں مکمل ہم آہنگی تھی جو دوسروں کو کہا وہ کام خود بھی سرانجام دیا انسان کو چاہیے کہ جو کام اس قدر مداومت اور باقاعدگی سے کرے کہ وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے۔ آنحضرتؐ کے متعلق روایت ہے کہ جب کوئی کام کرتے تو اس پر مداومت فرماتے تھے

حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین وہ عمل ہے جس پر مداومت کی جائے اگرچہ قلیل مقدار میں ہو ہمیں چاہیے کہ حضورؐ کے اس پر حکمت ارشاد کے مطابق ہر اچھا کام باقاعدگی سے کریں یہاں تک کہ ورزش وغیرہ بھی باقاعدگی سے ہونی چاہیے کیونکہ یہ جسمانی صحت کے لئے ضروری ہے صحت درست رہے گی تو عبادت بھی اچھی طرح سے کر سکیں گے اور حسن خلق کا نمونہ بھی بن سکتے ہیں جو کام نیکی کا باعث ہو وہ بھی نیک ہوگا۔ خوش خلقی کی ابتداء مسکراہٹ سے ہوتی ہے آپ کا ارشاد ہے۔ کسی بھائی مسلمان کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ کوئی شخص اپنے خلق میں آنحضرتؐ جیسا نہ تھا آپ کو غصہ شاذ ہی آتا تھا۔ اگر آتا تو اظہار فرماتے بلکہ یوں کرتے کہ اگر کھڑے ہوتے غصہ آتا تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے غصہ آتا تو لیٹ جاتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت پہلے خود سلام کرتے اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ایک مرتبہ نجاشی کے ہاں سے ایک سفیر آیا آپ نے خود انہیں مہمان رکھا اور خود بنفس نفیس تمام کام سرانجام دیئے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یہ خدمت ہم انجام دیں گے ارشاد ہوا ان لوگوں نے میرے دوستوں مہاجرین کی خدمت کی تھی اس لئے یہ میرے مہمان ہوں گے ان کی خدمت میں خود کروں گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے راستہ میں نماز کے لئے رک گئے مؤذن نے اذان دی ابو محذورہ جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے اپنے ساتھی لڑکوں کے ساتھ کہیں قریب ہی تھے لڑکوں نے آواز سن کر مذاق کے طور پر اذان کی نقل اتارنی شروع کر دی آنحضرتؐ نے لڑکوں کو بلوایا جو وہ کلمات کہہ رہے تھے کہلوائے ابو محذورہ خوش لحن تھے آپ نے انہیں کچھ چاندی اور کچھ درہم دیئے کہ جاؤ اب تمہیں اجازت ہے آپ کے سلوک سے متاثر ہو کر ابو محذورہ مسلمان ہو گئے اور حرم پاک کے مؤذن بنا دیئے گئے۔

حسن معاملہ اور تحمل کی اعلیٰ صفت کا صرف ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔ ایک روز ایک بدو جس نے حضور علیہ السلام سے قرض لینا تھا آیا اور انتہائی درشتی سے مطالبہ شروع کر دیا صحابہؓ نے اس گستاخی پر اسے ڈانٹا۔ آنحضرتؐ نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو اس کا ساتھ دینا چاہیئے کیونکہ اس کا حق ہے (قرض خواہ کو تقاضا کرنے کا حق ہے) اس کے بعد صحابہؓ کو قرض ادا کرنے کا حکم دیا۔

بدخوئی سے جس آدمی برائی کی ابتداء ہے خوش اخلاقی کے جتنے فوائد ہیں بدخوئی کے اتنے ہی نقصانات ہیں بدخوئی کا بڑا نقصان یہ ہے کہ اظہار صداقت کے لئے سد باب بنتی ہے استاد بدخو ہو تو شاگرد سوال کرنے سے احتراز کرے گا کسی نے خوب کہا ہے کہ علم ان الفاظ میں آتا ہے۔

کب کیا، کیا کیوں، کیسے استاد سوال کرے تو گھبرا نہ جائے یا شاگرد کو حوصلہ شکن جواب دے یا ڈانٹ ڈپٹ کر دے تو شاگرد آئندہ سوال نہیں پوچھے گا اس طرح اس کی ذہنی استعداد زنگ آلود ہو جائے گی اس طرح گھروں میں اولاد، دکانوں میں دکاندار، دفتروں میں افسر کی بدخلقی دریچہ جانے پر نقصان کا موجب بنتی ہے اور یہ سلسلہ وزراء، صدر مملکت تک بھی جا پہنچے تو خوفناک نتائج برآمد ہوں گے جو درست مشورہ کی حوصلہ شکنی یا صداقت کے اظہار سے گریز بدخوئی احتراز کرنے سے مرتب ہوں گے یہاں اس کی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ وہ خوش گفتاری حسن خلق کے مقام عالی میں داخل نہیں ہوگی جس میں جھوٹ اور خوشامد کی ملاوٹ ہوگی اس صورت میں یہ منافقت ہوگی۔ سچائی ایمان اور حسن اخلاق کا سرمایہ ہے حضورؐ نے فرمایا "مسلمان سب کچھ ہو سکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا"

اس طرح خوشامد کی عادت بھی کم بُری نہیں ہے بلکہ زیادہ بُری ہے اس لئے جب انسان دنیوی فائدے کے لئے جھوٹ بولتا ہے تو وہ خوشامد کیونکہ ہے امام بخاری ادب المفرد میں ایک حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا تو ہمراہی صحابی سے پوچھا یہ کون شخص ہے اس نے اس شخص کی تعریفیں شروع کر دیں آپؐ نے فرمایا اس کو سنا کر مت کہو کہ اس کو برباد کر دو۔

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ ہے" — یعنی مسلمان مسلمان کو دیکھ کر اپنے حالات درست کر لیتا ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آئینے کی طرح نہایت خاموشی سلیقہ اور تہذیب سے دوسرے بھائی کو اس کی کمزوریوں سے آگاہ کر دینا چاہیئے خوشامد کر کے اس کی خامیوں کی پردہ پوشی نہ کرنی چاہیئے۔ تحمل خوش گفتاری اور حسن معاشرت کے علاوہ مکارم اخلاق کی اعلیٰ صفت ایک تواضع اور انکساری ہے یہ صفت بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب صحابہؓ میں کوئی ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو حضور بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ نہ جاتا حضور کھڑے رہتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے اپنا چہرہ نہ پھیرتے جب تک کہ وہ خود نہ پھیر لیتا اور کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو حضور کان اس کی طرف کر دیتے اور جب تک وہ فارغ نہ ہو جاتا کان نہیں ہٹاتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کرتے جب آپ کو کسی کے متعلق کوئی بری بات معلوم ہوتی تو یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔

تواضع اور حیا اس بات سے مانع ہوتی تھی کہ آپ کسی شخص کے منہ پر اس کے عیب بیان کریں اس کی غیر حاضری میں اس کا ذکر یوں فرماتے کہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں احترام انسانیت کا جذبہ اس قدر شدید تھا کہ ان کو یہ بھی ناپسند تھا کہ صحابہؓ ان کی تعظیم کے لئے اٹھیں ایک مرتبہ آپ گھر سے باہر تشریف لائے لوگ ازراہ تعظیم اٹھ کھڑے ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا اہل عجم کی طرح تعظیم کے لئے نہ اٹھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں صحابہ کرامؓ بیٹھے ہوئے ہوں تو کسی کی تعظیم کے لئے اٹھا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ بعض حالات میں محبت کا اظہار تعظیم کے طور پر اٹھ کر استقبال کرنا جائز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی محبت اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کو اٹھ کر ملتے تھے۔ غیر ملکی سفارت یا معزز قوم آتا تو بھی استقبال فرماتے تھے۔

ایک شخص نے آپ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند اے ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کے فرزند! آقائے جہاںؐ نے ارشاد فرمایا میں محمد عبداللہ کا بیٹا ہوں خدا کا بندہ اور رسول میں پسند نہیں کرتا کہ مجھے حد سے زیادہ بڑھاؤ

فتح مکہ کے موقع پر عظیم الشان لشکر کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں داخل ہوئے مگر حضورؐ کا انداز ایک فاتح سے قطعی مختلف تھا حضور پاک نے تواضع کے طور پر سر مبارک اس قدر جھکا رکھا تھا کہ وہ سے ملا ہوا معلوم ہوتا تھا — سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اعلیٰ مکارم اخلاق کو منتہائی بلندیوں تک پہنچانا تھا اس لئے انہوں نے محض احکام دینی بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے عمل کے ذریعے انہیں انسانوں کے دلوں پر ثبت و نقش بھی کیا ہے آپؐ سے حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ حسن خلق ہے کیا حضورؐ نے فرمایا — یہ کہ تو اس شخص سے رشتہ الفت استوار کرے جو اس کو توڑنے کے درپے ہے اور اس کو معاف کرے جو ظالم ہے اور اس شخص کو عطا کرے جو تجھے محروم رکھتا ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بے نظیر اعلیٰ حسن خلق کا ثبوت دیا اس پر انسانیت کو ہمیشہ ناز رہے گا — وحشی جس نے حضورؐ کے عزیز ترین چچا کو شہید کیا تھا ہندہ زوجہ ابوسفیان جس نے سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے جسم اطہر کا مثلہ کیا تھا ہبار بن اسود جس نے آقائے دوجہاںؐ کی صاحبزادی زینبؓ کو اونٹ سے اس طرح گرایا کہ انہیں چوٹ آئی جس سے ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا اور ایسے بیسیوں اشخاص بے پایاں رحمت سے مستفیض ہوئے حضورؐ کے ہاتھوں نہ صرف ان کی جان بخشی ہوئی بلکہ وہ مشرف بہ اسلام ہو کر صحابہ کرامؓ میں شامل ہوئے۔

یوں بھی پیغمبر انسانیت کی اتباع کرتے ہوئے عزیزوں دوستوں اور رشتہ داروں کی برائی کا ہی نہیں بلکہ دشمنوں کی برائی کا جواب بھی نیکی سے دینا چاہیئے جبر یہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسی کا حکم نہیں دیا جس پر اپنے عمل سے تصدیق کی مہر نہ لگا دی ہو یقیناً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق کی چند جھلکیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سونا رکھے رہنے سے بیقراری

حضرت عقبہ بن الحارث سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عصر کے وقت نماز پڑھی۔ آپؐ نے سلام پھیرا۔ اور جلدی سے لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے اپنی کسی بیوی کے حجرے کی طرف تشریف لے گئے۔ لوگ آپؐ کی اس تیز رفتاری سے گھبرا گئے۔ جب آپؐ تشریف لائے اور ان لوگوں کو اپنی جلدی کی وجہ سے تعجب کرتے دیکھا تو فرمایا کچھ سونا گھر رکھ کر بھول گیا تھا۔ مجھے اس کا روک رکھنا ناپسند ہوا۔ اس کی تقسیم کا حکم دے دیا تھا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے کچھ سونا صدقہ کا گھر میں چھوڑ دیا تھا۔ مجھے ناپسند ہوا کہ اس کو رات گذارنے دوں۔

بے اختیار اسقف کے منہ سے نکل گیا

خدا کی قسم یہ نبی مرسل ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

از: محمد اقبال، حیدر آباد

نجران یمن کے ایک وسیع و عریض ضلع کا نام ہے جو یمن کے شمال مشرق میں واقع ہے جہاں قبیلہ ہمدان کے عیسائی عرب آباد تھے۔ نجران میں عیسائیوں کا ایک عظیم الشان گرجا تھا جسے وہ کعبہ کہتے تھے۔ اور حرم کعبہ کا جواب سمجھتے تھے۔ یہاں عیسائیوں کے بڑے بڑے پیشوا تھے۔ نجران جزیرۃ العرب میں عیسائیت کا سب سے بڑا مرکز تھا ایک حمیری بادشاہ نے ان لوگوں پر یہودیت اختیار کرنے کے لئے بہت دباؤ ڈالا اور بڑے بڑے مظالم کئے۔ ان کی عبادت گاہیں جلا دیں۔ بڑے بڑے گڑھے کھدوائے اور ان میں آگ جلا کر عیسائیوں کی بڑی تعداد زندہ جلا دی گئی (افسوس! عیسائی آج بھی یہودیوں سے ہی دوستی کرتے ہیں اور ان کے لاڈلے بنے ہوئے ہیں حالانکہ ان کو زندہ جلا دینے والے یہودی ہی تھے) انہی مظالم کے سلسلے کا وہ واقعہ بھی ہے جس کا ذکر سورہ بروج میں آیا ہے۔

قرب و جوار میں عیسائیوں کا کوئی مذہبی مرکز اس کا ہمسر نہ تھا جو شخص اس کی حدود میں آجاتا تھا وہ مامون ہو جاتا تھا اس گرجا کی متعلقہ جائیداد کی آمدنی دو لاکھ روپیہ سالانہ تھی۔ حضرت زہریؒ جو شروع میں نصرانی تھے بعد میں اسلام لے آئے فرماتے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کو سورہ طٰسٓ اترنے سے قبل ہی نامہ گرامی اس موضوع کا ارسال فرمایا۔

حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ کے پروردگار کے نام سے شروع کرتا ہوں

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے جو اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہیں

نجران کے پادری اور تمام ساکنین نجران کے نام:

"تم لوگ سلامتی پسند ہو میں تمہارے سامنے حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ کے خدا کی تعریف کرتا ہوں۔

اما بعد! میں تم لوگوں کو بندوں کی عبادت سے ہٹا کر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور بجائے اس کے کہ تم بندوں کو کارساز سمجھو میں تمہیں اس کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو کارساز سمجھو اگر تم اس بات سے انکار کرو تو جزیہ دو اور اگر تم اس سے بھی انکار کرتے ہو تو میں نے تم کو لڑائی کا چیلنج دیا ہے۔

والسلام

جب پادری کے پاس مکتوب گرامی پہنچا اور اس نے پڑھا

اس پر انتہائی ہیبت طاری ہوئی اور بہت زیادہ گھبرا گیا اور شرحبیل بن وداعہ نامی جو نجران کا باشندہ تھا اس کو آدمی بھیج کر بلوایا یہ شرحبیل ہمدان کا رہنے والا تھا اور جب کوئی مشکل کام آپڑتا تو نجران کے لوگ کسی سردار کسی پادری کسی بڑے آدمی کی بجائے پہلے اسی کی طرف مراجعت کرتے۔ پادری نے آپؐ کا نامہ گرامی شرحبیل کو دیا شرحبیل نے اس کو پڑھا پادری نے شرحبیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے ابو مریم! تمہاری کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا تمہیں خود بھی معلوم ہے جو کچھ اللہ پاک نے حضرت ابراہیمؑ سے حضرت اسماعیلؑ کی ذریت میں نبی بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے پس کیا عجب ہے یہ وہی شخص ہوں میں امر نبوت میں کوئی رائے نہیں دے سکتا۔ ہاں اگر دنیا کے کاروبار میں مجھ سے رائے لی جاتی تو میں اپنا مشورہ پیش کرتا اور تیرے نفع کی انتہائی کوشش کرتا۔ پادری نے شرحبیل سے کہا ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ شرحبیل ایک کنارے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد پادری نے اہل نجران میں سے ایک اور آدمی کو بلوایا جس کو عبداللہ بن شرحبیل کہا جاتا تھا وہ قبیلہ حمیر کی شاخ ذی اصبح سے تھا۔ اسے نامہ گرامی پڑھ کر سنایا اور اس سے بھی مشورہ لیا اس نے بھی شرحبیل جیسا جواب دیا پادری نے اس سے بھی کہا ایک کنارے پر بیٹھ جاؤ۔ یہ بھی ایک کنارے بیٹھ گیا۔ پادری نے اب ایک اور نجرانی آدمی کو بھیج کر بلوایا جس کا نام جبار بن فیض تھا بنی حارث بن کعب کی اولاد میں خاندان حماس سے تھا۔ اسے بھی نامہ گرامی پڑھ کر سنایا اور اس بارے میں رائے طلب کی۔ اس نے بھی شرحبیل اور عبداللہ جیسا جواب دیا۔ پادری نے اسے بھی حکم دیا کہ ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ یہ بھی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ جب ان سب کی رائے متفق ہو گئی۔ اب پادری نے ناقوس بجانے کا حکم دے دیا۔ ناقوس بجایا گیا آگ روشن کی گئی اور گرجا میں ٹاٹ کے جھنڈے بلند کئے گئے۔ ان لوگوں کو دن میں جب کوئی گھبراہٹ پیش آتی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ اور جب رات میں گھبراہٹ ہوتی تو صرف ناقوس بجایا جاتا اور گرجاؤں میں آگ روشن کی جاتی چنانچہ جب ناقوس بجایا گیا اور جھنڈے بلند کئے گئے۔ بلند و پست وادی کے اہل دیہات سب یکجا ہو گئے۔ اس وادی کی لمبائی تیز رفتار سوار کے لئے پورے دن کی مسافت تھی۔ اس ساری وادی میں تہتر گاؤں اور ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی تھے۔ ان سب کو آپؐ کا نامہ گرامی پڑھ کر سنایا گیا اور ان سے رائے طلب کی جو ان میں صاحب رائے لوگ تھے ان سب نے باتفاق طے کیا کہ شرحبیل ہمدانی اور عبداللہ اصبحی اور جبار بن فیض حارثی کو رسول اللہ صلی

علیہ وسلم کے پاس بھیجا جائے۔ یہ تینوں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوری باتوں سے آگاہ کریں۔

ابن اسحاق کرز بن علقمہ رضی سے روایت کرتے ہیں کہ اس وفد میں ساٹھ سوار تھے جن میں چوبیس آدمی ان کے شرفاء و معززین میں سے تھے۔ اور تین آدمی مختار و مقتدر تھے۔

چنانچہ یہ وفد چل دیا مدینہ کے قریب پہنچ کر انہوں نے اپنے سفر کے کپڑے اتار دیے اور اپنے مزین جوڑے جو ریشمین تھے اور سونے کی انگوٹھیاں پہنیں اس کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔ یہ لوگ صبح سے شام تک آپؐ سے بات کرنے کے منتظر رہے مگر آپؐ نے کوئی بات نہیں کی۔ اس لئے کہ ان پر ریشمی جوڑے اور سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ آخر کار یہ تینوں حضرات حضرت عثمان بن عفان رضی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی کی تلاش میں وہاں سے اٹھ کر چل دیے۔ ان لوگوں کی ان دونوں سے کچھ پہلے سے شناسائی تھی۔ یہ دونوں حضرات مہاجرین و انصار کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے وہاں پہنچ کر ملاقات ہوئی۔ ان دونوں حضرات کو مخاطب کر کے کہا۔

تمہارے نبی نے ہم لوگوں کی طرف ایک خط بھیجا تھا ہم اس کے جواب کے لئے حاضر ہوئے جب ہم آپؐ کے پاس پہنچے ہم نے آپؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے ہمارے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور ہم نے سارا دن آپؐ سے گفتگو کرنے کا انتظار کیا لیکن ہمیں آپ سے ہم کلامی کا موقع نہیں ملا اب تم دونوں حضرات کی کیا رائے ہے کیا ہم لوگ واپس چلے جائیں؟ ان دونوں حضرات نے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہا وہ بھی اسی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اے ابوالحسن آپ کی ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ حضرت علی رضی نے حضرت عثمان رضی اور حضرت عبدالرحمٰن رضی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے ریشمی جوڑے اور سونے کی انگوٹھیاں اتار دیں اور وہی لباس سفر پہن کر آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوں۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کو سلام کیا آپؐ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔

قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھے حق کے لئے مبعوث فرمایا کہ جب یہ لوگ پہلی مرتبہ میرے پاس آئے تھے تو ابلیس لعین ان کے ساتھ تھا۔

ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰؑ کی نسبت گفتگو کی

"اگر آپؐ کے فرمانے کے مطابق۔ مسیح خدا کے بیٹے نہیں تو پھر ان کا باپ کون ہے؟ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیات کا نزول ہوا۔

"ان مثل عیسٰی عند اللہ کمثل آدم ـــــ

ترجمہ: اللہ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے آدمؑ کو مٹی سے بنایا پھر ان کو حکم دیا کہ ہو جاؤ بس وہ ہو گئے۔

اے پیغمبر! یہ امر واقعی آپ کے پروردگار کی طرف سے بتلایا گیا ہے اس لئے آپ شبہ کرنے والوں میں نہ ہو جیئے۔ پھر جو شخص اس علم قطعی کے بعد بھی عیسیٰ کے بارے میں حجت کرے تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ اس طرح پر فیصلہ کر لیں کہ دونوں فریق اپنے اپنے اہل و عیال کو جائیں اور خود بھی شریک ہوں پھر دل سے دعا کریں اور ان پر خدا کی لعنت بھیجیں جو اس بحث میں ناحق پر ہو۔" (قرآن)

ان آیتوں کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ و سلم نے حضرت فاطمہ رضی، حضرت علی رضی حضرت امام حسن رضی اور حضرت امام حسین رضی کو اپنے پاس طلب فرما کر وفد نجران سے فرمایا،

"آؤ ہم تم اپنے اہل و عیال کو لے کر خدا سے دعا کریں جو فریق جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت"

پہلے تو یہ لوگ مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ اگلے روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت فاطمہ رضی، علی رضی اور حسن رضی و حسین رضی کو ہمراہ لیا اور مسجد میں آکر گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اور دعا مانگنے کے لئے تیار ہوئے۔

شرجیل نے یہ دیکھ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں پر خوب واضح ہے کہ اہل وادی بغیر رائے اور مشورے کے واپس نہیں گئے تھے۔ میں خدا کی قسم اب بہت مشکل اور کٹھن بات دیکھ رہا ہوں۔ خدا کی قسم اگر واقعتاً یہ شخص سچا پیغمبر ہوا تو ہم لوگ عرب میں سے وہ پہلے ہوں گے جو آپ کی تکذیب... اگر ہم نے آپؐ کے امر کو رد کر دیا تو ہمارا خیال ہے آپؐ کے سینے سے اور آپؐ کے صحابہ کے سینے سے کبھی نہ نکلے گا جب تک ہم پر آفتیں نازل نہ کر لیں گے۔ اور ہم تمام عرب سے آپؐ کے پڑوس اور قریب میں ہیں اور اگر ہم مباہلہ کرتے ہیں تو روئے زمین پر ہمارا بال اور ناخن تک نہ بچے گا ہم ہلاک ہو جائیں گے ان دونوں ساتھیوں نے کہا کہ اے ابومریم! پھر کیا رائے ہے۔ شرجیل نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں آپؐ سے بات چیت کروں گا۔ میرا گمان قوی ہے کہ آپ کبھی حد سے زائد بات کا حکم نہیں دیتے۔ ان دونوں نے کہا: اچھا تمہیں اس بات کا اختیار ہے۔ راوی کہتے ہیں شرجیل آپؐ سے ملے اور آپؐ سے عرض کیا میری سمجھ میں مباہلہ سے بہتر ایک بات آئی ہے! آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ شرجیل نے کہا آج شام تک بلکہ صبح تک ہم لوگوں کے بارے میں حضورؐ کے ساتھ جو فیصلہ نافذ فرمائیں گے۔ وہ ہمیں منظور ہے آپؐ نے فرمایا بہت ممکن ہے کہ تمہارے وطن کے لوگ اس کی مخالفت کریں۔ شرجیل نے کہا آپ میرے دونوں ساتھیوں سے دریافت کر لیجئے۔ ان دونوں نے کہا ہماری وادی کا کوئی متنفس ان کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔

وفد کے ارکان مباہلے کی دعوت سے گھبرا گئے ایک شخص نے رائے دی کہ مباہلہ نہیں کرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ واقعی پیغمبر ہوں اور ہم لوگ مباہلے کے بعد ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جائیں گے ہمارے لئے مناسب یہی ہے کہ خراج دے کر ہی معاہدہ کر لیا جائے۔ وفد نے جب خراج کی ادائیگی پر رضامندی ظاہر کی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ تحریر کئے جانے کا حکم دیا۔ معاہدہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معاہدہ ـــ اہل نجران کے لئے ہے۔

ا۔ اگرچہ اہل نجران کے تمام پھل اور تمام سونے چاندی اور تمام پیداوار اور تمام غلاموں پر رسول اللہ کا حکم قابل نفوذ ہو چکا تھا۔ لیکن ان پر فضل اور احسان کیا اور ان سب کو ان کے لئے چھوڑ کر ان پر دو ہزار حلے مقرر کئے (حلہ عرب میں لباس کی ایک قسم کو کہتے ہیں جس سے سارا بدن ڈھک جاتا ہے اور یہ بالعموم دو چادروں پر مشتمل ہوتا ہے) سالانہ میں دو ہزار حلے، ایک ہزار رجب کے مہینے میں اور ایک ہزار صفر کے مہینے میں۔

۲. ہر حلہ ایک اوقیہ کا ہو گا جو اس سے کم یا زیادہ کا ہو گا وہ قیمت کے لحاظ سے محسوب کر لیا جائے گا۔

۳. اگر حلوں کے بدلے میں زرہ ہوں یا گھوڑوں یا سواری کے اونٹ کی قسم سے کچھ ادا کریں گے تو قیمت کے حساب سے اس کو بھی قبول کر لیا جائے گا۔

۴. اہل نجران پر میرے کارندوں کے ٹھہرانے کا انتظام لازم ہو گا مگر انہیں ایک مہینے کے اندر اندر محاصل ادا کر دینے ہوں گے۔ اس سے زیادہ ان کو روکا نہ جائے گا۔

۵. اگر یمن میں بغاوت کی وجہ سے جنگ کرنی پڑی تو اہل نجران کو ۳۰ زرہیں، ۳۰ گھوڑے اور ۳۰ اونٹ عاریۃً دینے ہوں گے ان میں جو جانور فنا ہو جائیں گے اہل نجران کو ان کا بدلہ دیا جائے گا۔

۶. نجران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں ان کا مذہب ان کی زمین ان کی جائیدادیں ان کے جانوران کے حاضر و غائب ان کے قاصد اور ان کی عبادت گاہیں اللہ کی پناہ اور اس کے رسول کی حفاظت میں ہیں ان کی موجودہ حالت میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی نہ ان کے حقوق میں کسی قسم کی دست اندازی ہو گی اور نہ ان کے اصنام مسخ کئے جائیں گے۔ کوئی اسقف، کوئی راہب اور کوئی واقہ (یہ سب اہل نجران کے مذہبی عہدے تھے) اپنے منصب سے ہٹایا نہیں جائے گا غرضیکہ جو جس حالت میں ہو گا اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں کیا جائے گا۔

۷. اہل نجران سے کسی قسم کے سابقہ جرم یا خون کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ نہ فوجی خدمت کے لئے ان کو مجبور کیا جائے گا نہ ان پر کوئی عشر قائم کیا جائے گا۔ اور نہ ہی کوئی لشکر ان کے علاقے میں داخل ہو سکے گا۔

۸. اگر اہل نجران سے کوئی اپنا حق طلب کرے گا تو مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان انصاف کیا جائے گا اور نہ انہیں کسی دوسرے پر ظلم کرنے دیا جائے گا۔

۹. اہل نجران میں سے کوئی شخص اس معاہدے کے بعد سود کھائے گا وہ میری ضمانت سے خارج ہے۔

۱۰. اہل نجران میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں ماخوذ نہیں ہو گا۔

۱۱. اس معاہدے میں جو کچھ تحریر ہے اس کے لئے اللہ اور محمد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ضمانت ہے حتیٰ کہ اس بارے میں کوئی حکم الٰہی ہو اور جب تک اہل نجران وفادار رہیں گے اور ان شرائط کے پابند رہیں گے جو ان پر عائد کی گئی ہیں الا یہ کوئی ظلم سے کسی بات پر انہیں مجبور کر دے۔

اللہ
رسول
محمد

نجران کا وفد اس معاہدے کو لے کر جب واپس آیا تو نجران کے کلیسا کا اسقف اور معززین و عوام ایک روز کی مسافت تک ان کے استقبال کو آئے۔ جب پادری کے پاس پہنچے تو اس کے پاس اس کا ماں جایا چچیرا بھائی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی کنیت ابو علقمہ ہے نام بشر بن معاویہ ہے اس وفد نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچہ پادری کے حوالے کیا اور اس کا بھائی کہیں جا رہا تھا چلتے چلتے پرچہ پڑھنے لگا۔ اس وقت اتفاق سے بشر کی اونٹنی ٹھوکر کھا کر گر گئی۔ بشر نے اونٹنی کو برا بھلا کہا۔ گو اس کا اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ تھا۔ مگر پادری کو یہی گمان ہوا اور اس نے کہا کہ تو نے اشارۃً نبی مرسل کے ساتھ گستاخی کی ہے بشر نے کہا بے شک خدا کی قسم میں اس بے ادبی کے جرم سے اس وقت عہدہ برآ نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو جاؤں۔

ایک روایت میں ہے جب اسقف خط لے کر واپس ہونے لگا۔ سب اس کے ساتھ تھے ایک موقع پر بے اختیار اسقف کے منہ سے نکل گیا۔ "خدا کی قسم یہ نبی مرسل ہیں" بشر نے بیٹھے ہی بیٹھے جلا نا اس نے اپنے اونٹ کو مدینہ کی طرف پھیر کر زور سے ہنکایا۔ لوگوں نے پیچھا کیا اور اسے دو کئے رہے مگر وہ نہ رکے اور مدینہ آ کر دم لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو کر یہیں رہے اور ایک غزوہ میں شہید ہوئے۔

جب بشر نے اپنی اونٹنی کی نکیل مدینہ کی طرف موڑ دی۔ پادری نے بھی اپنی اونٹنی کی نکیل ان کی طرف موڑی اور کہا ذرا میری بات تو سمجھ لو میں نے تم سے جو بات کہی تھی اس لئے کہی تھی تاکہ تمام عرب کو میری طرف سے یہ بات معلوم ہو جائے مجھے یہ ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ عرب خیال کریں کہ ہم نے آپ سے کچھ حق منوایا ہے یا کوئی معاہدہ کر لیا ہے یا ہم نے اظہار عاجزی اس طرح کیا کہ تمام عرب نے بھی نہیں کی۔ اس وجہ سے کہ ہم دولت اور کثرت میں ان سے کم ہیں لیکن اس کے کہنے سے مرا مقصد فقط عرب کی دلجوئی کے سوا اور کچھ نہ تھا، بشر نے کہا خدا کی قسم جو بات تم اب کہہ رہے ہو اسے میں نہ مانوں گا اس کے بعد بشر نے اپنی اونٹنی کی رفتار تیز کر دی اور پادری کو اپنی پس پشت چھوڑ گئے۔ اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

ترجمہ: اونٹنی آپ ہی کی طرف چل رہی ہے اس حال میں کہ ـــــ اس کا تنگ متحرک ہے اپنے پیٹ کے حمل کی بھی پرواہ نہیں ہے اس کا دین اب نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے۔

اسی حالت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام لے آئے آخر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

گوز کی وجہ سے کام ہو گیا

ایک درزی ایک ترک کے یہاں پہنچا کہ اس کے لئے قبا کا کپڑا کاٹے۔ وہاں پہنچ کر اس نے کاٹنا شروع کر دیا۔ اور ترک دیکھ رہا تھا۔ اس کی وجہ سے درزی کو کچھ کپڑا چرانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ تو درزی نے زور سے ایک گوز مارا اس کو سنتے ہی ترک ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ اس دوران میں درزی کو جتنا کپڑا اڑانا تھا اڑا لیا۔ پھر ترک نے سیدھا بیٹھ کر کہا درزی ایک مرتبہ پھر۔ تو درزی نے کہا اب جائز نہیں قبا تنگ ہو جائے گی۔ (کتاب الاذکیا صفحہ ۲۱۱)

وما ارسلنٰک الا رحمة للعالمین

تاجدارِ ختمِ نبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں

از: مولانا محمد ثانی حسنیؒ

تنہائی فراق کے قربان جائیے
میں ہوں خیالِ یار ہے چشمِ پُرآب ہے

ہزاروں درود و سلام ہوں اس محبوبِ رب جہاں حضور سرورِ پر نور پر جس کے فراق و ہجر میں کرامت شہیدیؒ نے کسی اجابتِ دعا کے وقت کہا تھا ؎

تمنا ہے درختوں پہ تیرے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

اور پھر وہ اپنی مراد کو اس طرح پہنچے کہ جب وہ درود و سلام پڑھتے ہوئے دیارِ محبوب کے قریب پہنچے اور گنبدِ خضراء کا نظارہ بس ان کو نظر آیا تو وہ اس جلال و سرور کو دیکھنے کی تاب نہ لا سکے۔ اور ان پر ایک ایسا حال طاری ہوا کہ ان کی روحِ مقید کے قفس کی تیلیاں ٹوٹ گئیں اور ان کا طائرِ روح ہزار بیقراری کو لئے اس قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا۔ اور آزادی کی سانس لیتا ہوا اور تمنائے وطن محمد رفعت پہنچتا ہوا روضۂ نبویؐ کے گلستانِ نوبہار کے درختوں پہ بہارِ بے خزاں سے لطف اندوز ہونے لگا۔ یہ واقعہ صرف ایک کا نہیں بلکہ عشق و محبت کے اس طرح کے واقعات وصالِ حبیبؐ کے بعد اتنے زیادہ پیش آئے کہ جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ واقعات ان محروم نصیب امتیوں کے ہیں، جنہوں نے اپنی مادی آنکھوں سے اپنے محبوب کا دیدار نہیں کیا بلکہ اپنے دلِ بیقرار اور دیدۂ اشکبار سے تصورِ جاناں کی راتیں کاٹتے رہے اور بسر کرتے رہے اور کبھی بے قرار و بے تاب ہو کر جیسے حسرت دیا سے کہتے ہیں ؎

اتنا پیغام درد کا کہنا جب صبا کوئے یار سے گزرے
کون سی رات آپ آئیں گے دن بہت انتظار میں گزرے

اور جب دیدارِ حبیبؐ کی خواہش زیادہ مچلنے لگتی ہے اور تصورِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی تازگی نہ ملتی ہے تو بے ساختہ زبان گویا ہوتی ہے ؎

بادِ نسیم آج بہت مشکبار ہے
شاید ہوا کے رخ پہ کھلی زلفِ یار ہے

اور جب نسیمِ طیبہ آ کر اپنے پر بہار جھونکوں سے یادِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے قراروں کو وصال کی خبر سناتی ہے تو باوجود بے سروسامانی اور ضعف و ناتوانی کے اس فرمانِ محبت کی تعمیل پر بے اختیار پکار اٹھتا ہے ؎

بادیہ پیما رہ یثرب گرفتم
نواخواں از سرورِ عاشقانہ
چو آں مرغے کہ در صحرا سرِ شام
کشاید پر بہ فکرِ آشیانہ

اور جب وہ درِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ جاتا ہے تو وصالِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت پا کر اپنے کو سارے جہان میں سب سے خوش نصیب سمجھتا ہے اور بے ساختہ بول اٹھتا ہے ؎

[illegible] بجا گستر نہادند
بنادان جلوۂ مستانہ دادند
چہ خرم روزگارے
در سلطاں بدرویشے کشادند

وہ درِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک کو چومتے ہوئے اپنی آنکھوں سے لگاتا ہے ؎

خاکِ یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است
محمد عربیؐ کآبروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او

اور جب وصالِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت میسر نہیں آتی تو وہ فراق و ہجر میں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور حبیبؐ کی یاد سے اپنے دل کو سکون بخشتا ہے اور ان کے ذکر سے اپنے قلبِ بے قرار کو قرار دے لیتا ہے ؎

ذکرِ حبیبؐ کم نہیں وصلِ حبیبؐ سے

یہ تو ان عاشقوں اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فدائیوں کا حال ہے جو زمانے کے بعد کی وجہ سے حضورؐ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو سرفراز نہ کر سکے لیکن ان خوش قسمت انسانوں کا کیا کہنا جن کو براہِ راست سراپا حسن و جمال کا دیدار نصیب ہوا اور انہوں نے اپنے قلب و نگاہ کو زیارتِ حبیبؐ سے سکون و راحت بخشا ان کے عشق و محبت کا خیال نہ پوچھیے آئیے ذرا دیر کو ان پروانوں کا حال سنیے جو اپنے محبوبؐ سراپا انور وجہ تسکین و سرور پر فدا ہوتے رہے جس کے حسن و جمال کے آگے حسنِ یوسفؑ اور اس کی مسیحائی کے سامنے دمِ عیسیٰ اور جس کی معجزنمائی کے آگے یدِ بیضا کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

سب سے پہلے اپنے کی زبانی نہیں بلکہ غیر کی زبانی اور غیر بھی وہ جو جان کا دشمن اور صورت سے بیزار وہ دشمنوں کی طرف سے آتا ہے اور حبیبِ خدا حضور پر نور سے باتیں کرتے ہوئے نگاہیں بچا بچا کر صحابہ کرامؓ کی حرکات و سکنات کو بھی دیکھتا جاتا ہے اور جب اپنے ہم نشینوں میں پہنچتا ہے تو بے اختیار کہہ اٹھتا ہے: اے قریش! میں بڑے بڑے بادشاہوں کے یہاں گیا قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار کو بھی دیکھا اور ان کے آداب بھی دیکھے خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کی جماعت اس کی اس طرح اطاعت کرتی ہو جیسی محمدؐ کی جماعت جو بات محمدؐ کے منہ سے نکلتی

ہے اس کے پورا کرنے کے لئے سب کے سب ٹوٹ پڑتے ہیں، ان کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے اور آپس میں تقسیم کر لیتے اگر کسی کو قطرہ نہ ملے تو دوسرے کے تر ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے مل کر منہ پر مل لیتے ہیں ان کے سامنے زور سے نہیں بولتے ادب کی وجہ سے ان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے اگر ان کے سر یا داڑھی کا کوئی بال گر جاتا ہے تو اس کو تبرکاً اٹھا لیتے ہیں۔

جب قریبی اور دشمن کا یہ مشاہدہ تھا تو اپنے اور قریب رہنے والے اصحاب کرام کا اور جس رجحان سے مستفید ہونے والے محبوں اور عاشقوں کا کیا حال ہوگا۔ حضرت حسانؓ جو دربار حبیبؐ کے شاعر تھے وہ حضور سرور کائناتؐ کی شان اعلیٰ کی توصیف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

واحسن منک لم تر قط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عیب

آپؐ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپؐ سے زیادہ خوبصورت انسان کسی خاتون کے گھر میں پیدا نہ ہوا ہر عیب و کوتاہی سے مبرا ہو کر آپ پیدا کئے گئے گویا کہ آپؐ کی پیدائش آپ کی خواہش پر ہوئی۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ چاندنی رات میں کبھی حضورؐ کے چہرہ منور کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کو لیکن خدا کی قسم آپؐ کا چہرہ مبارک چاند سے کہیں زیادہ حسین تھا۔

فداکاری و جاں نثاری کی مثال اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ غزوۂ احد میں خبر مشہور ہو گئی کہ آپؐ کو (معاذ اللہ) شہید کر دیا گیا ایک انصاری خاتون بے تاب و بے قرار ہو کر گھر سے نکل پڑیں اور ایک مجمع کو دیکھ کر بے تابانہ پوچھا کہ حضورؐ کا کیا حال ہے؟ کسی نے کہا کہ تمہارے والد شہید کر دیئے گئے کسی نے بھائی کی شہادت کی خبر سنائی کسی نے خاوند اور کسی نے کہا کہ بیٹے کی۔ ان سب کی شہادت کی خبر سن کر پوچھا کہ حضورؐ کیسے ہیں اور کہاں ہیں؟ لوگوں نے ایک طرف اشارہ کیا وہ دوڑی ہوئی پہنچیں حضورؐ کے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ کی زیارت ہونے کے بعد ہر مصیبت ہلکی ہے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں جب آپؐ زندہ و سلامت ہیں تو مجھے کسی کی ہلاکت کی پرواہ نہیں ۔

ماں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

یہ حال کسی ایک صحابی مرد یا عورت کا نہ تھا بلکہ سارے صحابہؓ اسی عشق و محبت کے گلشن کی سیر کر رہے تھے اور ان کو اس وقت دیدار سے اطمینان نہ تھا اور سدا بہار دیدار کی خواہش و تمنا کرتے رہتے تھے اور اس خوف سے کہ دیدار حبیبؐ عارضی نہ ہو بلکہ ہمہ وقت اور دائمی ہو اشکبار رہتے ایک صحابی بیقرار ہو کر حضورؐ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی محبت مجھے جان و مال اور اہل و عیال سے زیادہ ہے میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کا خیال آجاتا ہے تو صبر نہیں آتا یہاں تک کہ حاضر ہوں اور آپ کی زیارت کر لوں مجھے یہ فکر ہے کہ موت تو آپ کو بھی اور مجھے بھی ضرور آنی ہے ہی اس کے بعد آپ تو انبیاء کے درجہ پر چلے جائیں گے۔ تو مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ پھر میں آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ آئے اور یہ آیت سنائی

من یطع اللہ والرسول

فاولئک ذالک وکفیٰ باللہ علیما

ترجمہ: جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی جنت میں ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔

یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں اور ان کی رفاقت محض اللہ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ہر ایک کے عمل کو

ظاہر ہے کہ حضورؐ جن کے دیدار پرانوار سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتے تھے وصال مبارک کے بعد ان کا آپؐ کی جدائی سے کیا حال بنا ہوگا اور غم و الم کا پہاڑ کس طرح ٹوٹا ہوگا۔ اس کی ذراسی کیفیت ملاحظہ ہو۔

۱۱ھ میں ۱۲ ربیع الاول کو آپؐ نے وصال فرمایا تھا کرام پر اتنی بڑی مصیبت کبھی نہیں پڑی تھی وہ اپنے حال میں نہ رہے کوئی بیقرار ہو کر گھر سے نکل گیا کسی کی زبان کی طاقت گویائی جواب دے گئی کسی کے جسم کی قوت نکل گئی کسی پر غشی طاری ہو گئی کوئی اس واقعہ کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھا، کسی کی آنکھوں سے آنسوؤں کی مسلسل جھڑیاں لگ گئیں۔ کوئی فراق و ہجر سے بے قرار و بے تاب ہو گیا اور اپنی زندگی موت سے بدتر معلوم ہونے لگی صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایسی ذات تھی جنہوں نے اپنے ہوش و حواس کو سنبھالا اور سارے بے قراروں اور جاں نثاروں کو جمع کر کے ان کے دل ٹھہرائے لیکن ہجر و فراق کی چنگاری سلگتی رہی اور ان عاشقوں کے دل اس میں جلتے رہے۔

حضرت حسانؓ اپنے حبیب و آقا کی جدائی پر اشعار میں داستان غم سناتے رہتے ان کے اشعار کو پڑھ کر اس وقت اس حادثہ پر صرف جو ہوا اس وقت کا حادثہ نہ تھا قیامت تک ہر امتی کے لئے حادثہ ہے۔ جو غم و افسوس کے بادل چھائے تھے اس کا تھوڑا بہت اندازہ ہوتا ہے حضرت حسانؓ اپنے اس غم کا اظہار ایک قطعہ میں کرتے ہیں۔

کنت السواد لناظری
فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت
فعلیک کنت احاذر

آپؐ تو میری آنکھ کی پتلی تھے آپؐ پر میری آنکھیں اندھی ہو گئیں آپؐ سے ہی مجھے ڈر تھا آپؐ کے بعد اب جس کا دل چاہے مر جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

حضرت عائشہؓ کے پاس ایک صحابی بی بی آئیں اور عرض کیا کہ مجھے حضورؐ کی قبر مبارک کی زیارت کرا دیجئے۔ حضرت عائشہؓ نے حجرہ کھولا ان بی بی نے زیارت کی اور رونے لگیں فراق و ہجر کی تاب نہ لا سکیں اور زیارت کے دوران ہی روتے روتے انتقال کر گئیں۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

حضور پر نورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے وصال مبارک کے بعد آپؐ کے فراق و ہجر میں اشعار کہے چند یہ ہیں:۔

فدا لرسول اللہ امی وخالتی
وعمی ونفسی قصرۃ وعیالیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میری والدہ میری خالہ میرے چچا اور میں خود اور میرا گھر و گھر والے قربان ہوں۔

فلو ان رب العرش ابقاک بیننا

سعدنا وکان امری کان ماضیا

اگر رب العرش آپ کو ہمارے درمیان باقی رکھتا تو ہم کامیاب و بامراد ہوتے لیکن خدا کا حکم نافذ ہو کر رہا۔

علیک من اللہ السلام تحیۃ

و دخلت جنات من العدن راضیا

آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحیۃ و سلام ہو اور آپ جنات عدن میں داخل کیے جائیں خوش خوش راضی ہو کر۔

حضرت عنیم بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے چند کلمات سنے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہے

الا لی الویل علی محمد — لقد کنت فی حیاتہ بمقعد

ابیت لیلی امنا الی الغد

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر میری تباہی اور بربادی ہو گئی آپؐ کی حیات طیبہ میں آرام کی نیند سوتا تھا۔

ایک بار حضرت عمرؓ رات کو پہرہ دیتے ہوئے ایک آبادی سے گزرے ایک گھر میں چراغ جلتا ہوا دیکھا جب آپ اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا اپنا اون کاتنے کے لیے دھنک رہی ہے اور اپنی زبان سے یہ کہتی جا رہی ہے۔

علی محمد صلوٰۃ الابرار

صلی علیہ المصطفون الاخیار

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پاکبازوں کا درود ہو آپؐ پر خدا رسیدہ اور پاکباز لوگ درود بھیجتے ہیں۔

قد کنت قواما بکی الاسحار

یا لیت شعری والمنایا اطوار

ھل تجمعنی و حبیبی الدار

آپ تہجد گزار و شب بیدار تھے اور سحر کو رونے والے۔ موت مختلف طریقوں سے آتی ہے۔ اے کاش! مجھے معلوم ہو جاتا اور میرے حبیبؐ کو کوئی گھر یکجا کرے گا۔

اس ضعیف خاتون کے درد و اثر میں ڈوبے ہوئے یہ اشعار اور ہجر و فراق حبیبؐ پر یہ حسرت و غم کے کلمات حضرت عمرؓ کو آبدیدہ کر گئے اور ان میں آگے بڑھنے کی سکت نہ رہی وہ وہیں بیٹھ گئے اور روتے رہے جب کچھ سکون ہوا تو انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا ضعیفہ نے دروازہ کھولا آپؓ اندر تشریف لے گئے اور ان اشعار کو پھر سے پڑھنے کی درخواست کی جب ضعیف خاتون ھل تجمعنی و حبیبی الدار پر پہنچی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی اپنے دونوں کے ساتھ شامل کر لیجئے اس ضعیف خاتون نے کہا وعمر فاغفرلہ یا غفار، اور عمر کی بھی اے مغفرت کرنے والے مغفرت کر۔ حضرت عمرؓ راضی ہو گئے اور واپس آ گئے۔

حضرت ابن عمرؓ کا یہ حال تھا کہ جب بھی وہ حضرتؐ کا ذکر فرماتے تو ان کی دونوں آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور دیر تک بے قرار رہتے۔

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ کوئی رات ایسی نہیں جس میں میں اپنے حبیبؐ کو نہ دیکھتا ہوں اور یہ کہہ کر کے بے حد رونے لگے۔

چند صحابہ کرامؓ کے یہ چند واقعات ہیں ورنہ حضور اقدسؐ نے اپنے پیچھے ایسی عاشق اور محب جماعت چھوڑی تھی جس کا ہر فرد زندگی بھر حضورؐ کے فراق میں روتا رہا اور آپؐ کے ادنیٰ سے ادنیٰ اشارے پر زندگی گزارتا رہا اس لئے کہ محبت کی علامت ہی یہ ہے کہ عاشق اپنے محبوب اور محب محبوب کی اطاعت کو اپنا شعار بنائے اور اس کے چشم و ابرو پر ہر وقت نگاہ رکھے۔

اللہ تعالیٰ ان محبین صادقین کے زمرہ میں ہم سب کو شامل فرمائے اور حضورؐ کی محبت اور آپؐ کے ہجر و فراق کا غم اور آخرت میں آپؐ کی رفاقت نصیب فرمائے۔

اس دل سے بڑھ کر کوئی دل نہیں جس میں اللہ و رسول کی محبت ہو وہ دل قابل صد رشک ہے جس میں حضور سرور کائنات کی یاد اور آپؐ سے ملنے کی تمنا ہو۔

جس دل میں تیری یاد ہے وہ دل حسین ہے

وہ دل بھی حسین اس کی محبت بھی حسین ہے

ہزاروں درود ہوں آپؐ کی ذات والا صفات پر اور ہمارے آقا و محسن کہ خالق کائنات اور رحمٰن و رحیم نے ہم گنہگاروں کو آپؐ کی امت مرحوم میں پیدا کر کے ایسا احسان کیا جس کی شکر گزاری کا ہم حق ادا نہیں کر سکتے خدا آپؐ کو مقام محمود عطا فرمائے اور ہم کو قیامت میں آپؐ کا قرب۔

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

HB
TRUSTABLE MARK
Hameed
معیاری زیورات کا مرکز
حمید برادرز جیولرز
شاہراہ عراق صدر کراچی
فون: ۵۲۵۴۵۴، ۵۲۱۵۰۳

اسلامی تاریخ کا تابندہ ستارہ

جانشین و جاں نثار رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

امیر المومنین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر: ڈاکٹر سید محمد اجتباء ندوی صاحب

دورِ نبوت کے وفا شعار اور ہونہار چہیتے طالب علم، صحبتِ نبوی کے شاہکار، مخلص رفیق غار، دعوت اسلامی کے جاں نثار فدائی، تبلیغ اسلام کے ہر ہر قدم کے ساتھی، مزاج نبوت کا شناسا، احکام شریعت کے تحفظ و نفاذ کے لئے سب کچھ قربان اور خون کا آخری قطرہ بہا دینے کے لئے ہمہ وقت تیار، ورثہ نبوی کا امین اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کا سہارا اور اس کی ڈگمگاتی کشتی کا ناخدا جس نے اپنے علم و بردباری، تدبر و حسن انتظام سے صرف دو سال کی قلیل مدت میں ناقابل یقین کامیابیاں حاصل کرکے ایک عظیم الشان مستحکم و مضبوط مثالی و تاریخ ساز دور کا آغاز کیا جس کے ذریعے انسانیت کو عرصہ دراز تک سکھ و چین، آرام و عافیت اور اطمینان و خوشحالی عطا ہوئی۔ یہ اولین خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی اس نے سوچا اور غور کیا، سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے بلا جھجک و تردد میری دعوت پر لبیک کہی۔"

مزید فرمایا کہ

کوئی ایسا شخص نہیں ہے کہ جس نے ہم پر کوئی احسان کیا ہو اور ہم نے اس کا بدلہ نہ چکا دیا ہو سوائے ابوبکر کے کہ ان کا ہم پر بڑا احسان ہے اس کا صلہ خدائے عزوجل ہی دیگا۔

بچپن سے جوانی اور پھر بڑھاپا جن لوگوں نے دیکھا وہ جانتے تھے کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بے حد نرم دل نرم مزاج، رقیق القلب، معمولی واقعہ اور حادثہ پر ان کی پلکیں جھیگ جاتی تھیں مگر آیئے ان کی شخصیت کا ایک دوسرا رخ بھی ملاحظہ کیجئے جس نے ہماری تاریخ کو چار چاند لگا دیئے۔

آپ مدینہ منورہ میں اپنی قیام گاہ میں تھے کہ اچانک خبر ملتی ہے ان کی زندگی کی سب سے محبوب اور گرانمایہ شخصیت آقا و پیشوا سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے رخصت ہوکر اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے ہیں خبر بجلی بن کر گری۔ جا کر جب مسجد نبوی سے گزرتے ہوئے غمگین و سوگوار مجمع کی جانب بلا توجہ کئے ہوئے حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں داخل ہوجاتے ہیں چادر اٹھا کر اپنے محبوب اور محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی کو بوسہ دیتے ہیں زبان درد انگیز بول ادا کرتی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندہ رہے تو عمدہ اور شاندار رہے اور وفات پاگئے تو بھی عمدہ و شاندار ہیں۔" پھر مسجد نبوی کی جانب رخ کرتے ہیں وہاں کا حال ہی کچھ اور تھا حادثہ ہی ایسا تھا نہ کسی کو ہوش نہ کسی کو کسی کی خبر، کانوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز گونج رہی ہے

"خبردار! اگر کسی نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے تو اس کی گردن اس تلوار سے قلم کر دوں گا۔"

آپ رک گئے، بحث کرنے کے بجائے ایک جانب کھڑے ہوجاتے ہیں اور اس طرح گویا ہوتے ہیں

من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت

جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوجتا تھا وہ سن لے کہ وہ تو اللہ کو پیارے ہوگئے اور جو خدائے عزوجل کی عبادت کرتا تھا تو وہ زندہ ہے ہرگز نہیں مرے گا

اس کے بعد آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا وسيجزي الله الشاكرين۔

صدیق اکبر کے یہ الفاظ سنتے ہی صحابہ کرام کا مجمع مجلس صدیقی کی جانب ٹوٹ پڑتا ہے عمر فاروق تلوار پھینک دیتے ہیں اور فرماتے ہیں مجھے ایسا لگا یہ آیت آج ہی نازل ہوئی ہے

آیئے ذرا پلٹ کر سقیفہ بنی ساعدہ پر نظر ڈالیے انصار کا مجمع ہے قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

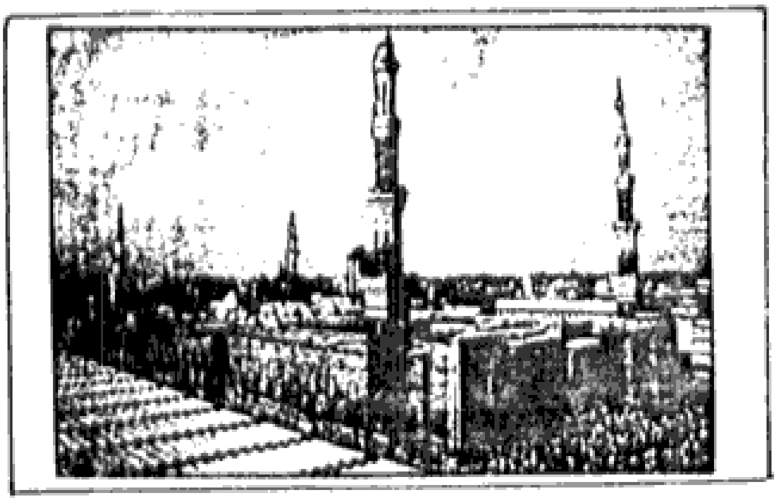

تقریر کر رہے ہیں لوگ جوق در جوق چلے آ رہے ہیں حضرت ابوبکرؓ کو خبر ملتی ہے معاملہ کی نزاکت محسوس کر کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کا کام حضرت علیؓ پر چھوڑ کر حضرت عمرؓ کو ہاتھ پکڑتے ہیں اور سقیفہ کی جانب روانہ ہو جاتے ہیں راستے میں حضرت ابو عبیدہ سے ملاقات ہوتی ہے انہیں بھی ساتھ لے لیتے ہیں۔ سقیفہ بنی ساعدہ پہنچ کر انتہائی نرمی اور میانہ روی سے گفتگو فرماتے ہیں مہاجرین کی اسلام قبول کرنے میں اولیت اور قریش کی جزیرہ عرب میں اہمیت بیان کرنے کے بعد انصار کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے دین اور اپنے پیغمبر کا مددگار منتخب فرمایا اور آپ کے یہاں ہجرت کا حکم دیا آپ ہی میں آپ کی بیشتر بیویاں اور صحابہ ہیں۔ پہلے ایمان لانے والوں کے بعد آپ سے زیادہ بلند مقام پر اور کوئی نہیں ہے ہم امیر ہوں گے اور آپ وزیر، آپ کے مشورہ کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیا جائے گا“

اس کے بعد ہی آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ کی جانب اشارہ کیا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے مگر حضرت عمرؓ نے یہ کہتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب ہاتھ بڑھا دیا کہ خدا کی قسم امت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت موجود ہو تو کسی اور کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی جا سکتی۔ قبیلہ اوس کے سربراہ حضرت بشیر بن سعدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور پھر تو مجمع بیعت کے لئے ٹوٹ پڑا۔ دوسرے روز مسجد نبوی میں خلافت نبوی کی ذمہ داری بالاتفاق سپرد کر دی گئی۔

لیجئے اب دیکھئے عظمت و حسن تدبیر اور دور اندیشی کے بے مثال نمونے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل اپنے چہیتے خادم کے صاحبزادہ اسامہ بن زید کی سرکردگی میں رومیوں سے جنگ کے لئے ایک لشکر تیار کیا تھا اور مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر چند میل کے فاصلے پر جرف نامی ایک بستی میں پہلی منزل کے طور پر ٹھہرا ہوا تھا اچانک سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید مرض کی خبر پہنچی تو حضرت اسامہ نے اس وقت روانگی مناسب نہیں سمجھی نبی کریمؐ کے سانحہ وفات سے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا کمزور ایمان قبائل اور منافقوں نے یہ سمجھ کر کہ اب راستہ صاف ہے فتنہ و سرکشی پر آمادہ ہو گئے زکوٰۃ روک لینے کا اعلان ارتداد کی لہر اور جھوٹے نبیوں کی فوج کشی کی خبروں نے مدینہ میں اولوالعزم صحابہ کرام کو تشویش اور خوف میں مبتلا کر دیا مگر جانشین مصطفےٰؐ اپنی جگہ پر عزم و استقلال ہمت و شجاعت کا پہاڑ بن کر کھڑے رہے۔ مسائل کو سلجھانے کے لئے کمربستہ ہو گیا۔ بلاتردد اعلان کیا کہ لشکر اسامہؓ روانہ ہوگا مدینہ میں کھلبلی مچ گئی اور خوف و دہشت سے سر اٹھا کہ اگر یہ لشکر جس میں اکابر صحابہ روانہ ہونے والے تھے جنگ کے لئے روانہ ہو گیا تو کیا ہوگا؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بہادر اور حوصلہ مند نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لشکر کی روانگی کے لئے توقف کا مشورہ دیا سنتے ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جلال میں آ گئے اور فرمایا۔ ”عمر! تم اس لشکر کو روکنے کے لئے کہہ رہے ہو جس کی روانگی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے تھے خدا کی قسم لشکر اسامہؓ روانہ ہوگا خواہ مدینہ منورہ میں میں تنہا رہ جاؤں اور بھیڑیئے اگر میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ عمر تم جاہلیت میں تو بڑے شہ زور اور بہادر تھے اور اسلام میں بزدلی اور خوف کا مظاہرہ کر رہے ہو!

قارئین کرام: کیا دنیا کی تاریخ ان جیسے حالات میں عزم و بہادری اور ہمت و استقلال کی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو چکے ہیں ان کی فوجیں دنیا کی دو عظیم طاقتوں روم و فارس کو حلقہ بگوش اسلام کی دعوت دینے کے لئے روانہ ہو چکی ہیں بادشاہت سے تخت شاہی کا تصور ہے جاہ و جلال اور عظمت حکمرانی کا خیال ہے محل کی چمک دمک اور کچھ بیوہ عورتیں مایوس ہو کر رہ پڑتی ہیں ابوبکرؓ تو خلیفہ ہو گئے اب ہماری بکریوں کا دودھ صبح کون دوہنے آئے گا؟ دوسری صبح ان کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب ابوبکرؓ اپنے ہاتھوں میں دودھ کے برتن لئے ہوئے یتیم بچوں اور بیوہ عورتوں کی کٹیاں کھٹکھٹاتے ہیں! یہ لیجئے!

دوسرا عبرت انگیز اور بے مثال موقف ملاحظہ ہو۔

”مدینہ منورہ کے ایک دور دراز محلہ کے کونے میں ایک جھونپڑی کے اندر ایک بوڑھی اندھی بیوہ رہتی تھی بے سہارا حضرت ابوبکرؓ روزانہ صبح سویرے آ کر اس بوڑھی عورت کا کام کاج کر جایا کرتے تھے کسی طرح حضرت عمرؓ کو اس اندھی عورت کی تنہائی اور ضرورت کی خبر مل گئی خدمت اور کار خیر کا بہترین اور سنہرا موقع تھا صبح صبح پہنچ گئے مگر دیکھتے کیا ہیں کہ اس عورت کی ضروریات پوری ہو چکی ہیں حسرت و افسوس کے ساتھ واپس آ گئے مگر اس کی جستجو ہوئی کہ آخر کون ہے جو ان سے پہلے پہنچ گیا ایک دن چھپ کر بیٹھ رہے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابوبکرؓ آ کر اس کا کام کر رہے ہیں خلافت اور اس کی ذمہ داریاں بھی آپ کو اس کام سے نہ روک سکیں ان کو دیکھ کر حضرت عمرؓ پکار اٹھے ”وہ آپ ہی ہیں میری جان کی قسم آپ ہی ہیں!“

آخر میں تاریخ اسلام کے اس جیسے مثالی کردار کی ایک بے نظیر مثال اور بھی نظر نواز کرتے چلیے۔

خلیفہ اول اپنے گزارے کے لئے کپڑے کی تجارت کرتے تھے خلافت کی دوسری صبح حسب معمول کپڑے کا گٹھر لئے ہوئے بازار کی جانب روانہ ہوئے رستہ میں حضرت عمرؓ سے ملاقات ہو گئی۔ پوچھا امیر المومنین کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا۔ بازار! انہوں نے کہا خلافت کی ذمہ داری کے ساتھ یہ ممکن نہیں! واپس آئے اور اکابر صحابہؓ سے مشورہ کر کے وظیفہ مقرر کر دیا ایک روایت کے مطابق وظیفہ کی رقم ۲۰ درہم تھی جو بمشکل گزارہ کے لئے کافی تھی بادل نخواستہ اس کو قبول کرتے تھے۔ وفات سے قبل اپنے صاحبزادہ کو وصیت فرمائی ”میں نے دوران خلافت بیت المال سے جو رقم لی تھی اسے میری فلاں زمین فروخت کر کے اس سے حاصل شدہ رقم بیت المال میں جمع کر دینا۔ احتیاط، تقویٰ اور احساس ذمہ داری کی یہ وہ اعلیٰ مثال ہے تاریخ انسانی جس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

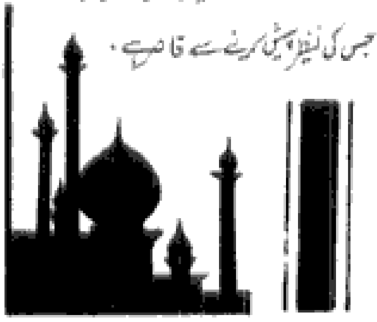

خبریں اخبارِ ختم نبوت

قادیانی اخبار دوبارہ جاری کردیا گیا:-

فیصل آباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعلیٰ پنجاب، ہوم سیکرٹری اور ڈپٹی کمشنر جھنگ سے مطالبہ کیا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت قادیانی مذہب کی تبلیغ و تشہیر پر پابندی کی خلاف ورزی کرنے اور منافرت پھیلانے پر قادیانی ترجمان الفضل ربوہ کا ڈیکلریشن مکمل طور پر منسوخ کیا جائے اور تحفظ امن عامہ آرڈیننس مغربی پاکستان مجریہ ۱۹۶۰ء کی دفعہ نمبر ۶ کے تحت دو ماہ پابندی کی میعاد ختم ہونے پر مزید دو ماہ کے لیے ۲۰ راگست ۱۹۹۰ء سے سابقہ آرڈر میں توسیع کردی جائے انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس کی تحریک پر صوبائی حکومت کی ہدایت پر ڈپٹی کمشنر جھنگ نے قادیانی اخبار الفضل ربوہ پر ۲۰ رجون سے ۲۰ راگست تک پابندی لگادی تھی جبکہ ۲۱ راگست ۱۹۹۰ء سے مزید دو ماہ کی توسیع کی جانی تھی مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے ہائی کورٹ لاہور میں رٹ دائر ہونے پر سابقہ احکام میں توسیع نہیں کی جبکہ ہائی کورٹ نے نئے آرڈر جاری نہیں کیا تھا چیف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے جواب طلب کئے گئے تھے مقام افسوس ہے کہ قادیانی جماعت نے غیر قانونی طور پر ۲۱ راگست سے دوبارہ الفضل شائع کردیا ہے اور ہائی کورٹ کے آئندہ احکام کا انتظار نہ کیا جو توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔

مولانا عطاء الرحمان کو صدمہ

بہاولپور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور دارالعلوم مدنیہ کے شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمان صاحب کا فرزند ارجمند محمد سعود گذشتہ دنوں آئیل ٹینکر کے حادثہ میں فوت ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم کی عمر چھ (۶) سال کے قریب تھی اور قرآن پاک حفظ کررہا تھا۔ بہت ذہین فطین اور صالح طبیعت ودیعت ہوئی تھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے راہنماؤں حاجی سیف الرحمان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحاق ساقی، محمد ریاض حقانی نے ایک مشترکہ بیان میں مولانا عطاء الرحمان سے قلبی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ خداوند قدوس مولانا کو اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق دیں اور نعم البدل عطا فرمائیں۔

رحیمیار خان میں چار افراد کی مرزائیت سے توبہ

رحیم یار خان کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ضلع رحیم یارخان کے دفتر مرکز روڈ میں بستی کندھار سنگھ کے چار آدمی آئے جن کے نام یہ ہیں۔ محمد محمود ولد رحمت اللہ قوم راجپوت، محمد شفیع ولد رحمت اللہ قوم راجپوت محمد شریف و محمد بشیر ولد رحمت اللہ قوم راجپوت، یہ چار آدمی قادیانی تھے بستی کے امام مسجد مولانا نور احمد صاحب ولد مولا بخش صاحب نے تبلیغ کی چاروں اشخاص اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہوگئے چنانچہ یہ حضرات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر رحیمیار خان میں تشریف لائے۔ ضلعی مبلغ مولانا اللہ بخش شجاع آبادی نے تبلیغ کی مرزا کی خرافات بیان کی چاروں اشخاص نے مرزا قادیانی پر لعنت کی اُسے کافر و جہنمی کہا۔ بعد میں حضرت مبلغ صاحب نے قاری حماد اللہ صاحب شفیق مہتمم جامعہ مدنیہ اور قاری امداد اللہ صاحب خطیب زرعی کالج مولانا عبداللطیف صاحب صدر مدرس جامعہ مدنیہ کی موجودگی میں ان حضرات کو کلمہ طیبہ پڑھایا اور ان کے لیے استقلال علی الاسلام کے لیے دعا کی جملہ مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کروڑ لعل عیسن لیہ کا انتخاب

گذشتہ دنوں زیر سرپرستی محترم قاری محمد عبداللہ صاحب خطیب مسجد عیدگاہ کروڑ لعل عیسن میں معززین کا اجلاس ہوا جس میں مجلس ختم نبوت کروڑ کے عہدہ داران کا انتخاب عمل میں آیا۔ جناب صوفی اللہ وسایا صاحب صدر، جناب عبدالرؤف صاحب نائب صدر، جناب قاری نور الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری، حاجی محمد اسلم صاحب اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری ڈاکٹر کریم نواز صاحب خزانچی، حافظ خلیل احمد صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت۔

تمام عہدہ داران نے اپنے فرائض منصبی نہایت ایمانداری سے سرانجام دینے کا عہد کیا اور طے پایا کہ دفتر عالمی مجلس ختم نبوت ڈویژن ڈیرہ غازی خان باقاعدہ رابطہ رکھا جائے۔ نیز باقاعدہ دفتر قائم کیا جائے۔

اس کے بعد دوسرا اجلاس زیر سرپرستی قاری محمد عبداللہ صاحب منعقد ہوا تمام عہدہ داران نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ دو قطعے الحاج شیخ محبوب احمد کے جو بارے پر قائم کیا جائے۔ موزوں جگہ ملنے پر تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ نیز چک ۵۰۸ ٹی ڈی اے/۹۳ میں جو تنازعہ رقبہ مجوزہ امام مسجد ۵ ایکڑ کے متعلق مرزائیوں نے بعدالت جناب ایڈیشنل کمشنر سے اپیل کی ہوئی ہے اس کے متعلق صدر مجلس ختم نبوت ڈویژن ڈیرہ غازی خان سے رابطہ قائم کیا جاوے۔

مسلم کالونی ربوہ میں ایک مسلمان پر قادیانی غنڈوں کا حملہ

رپورٹ: قاری طالوت احمد جالندھری

مورخہ ۱۶ راگست ۱۹۹۰ء بروز جمعرات رات ½۱ بجے کے قریب ۶ عدد قادیانی غنڈے مسلم کالونی ربوہ میں ایک مسلمان کے مکان کے اندر داخل ہو کر حملہ آور ہوتے۔ جو کہ بال بال بچ گئے۔

تفصیلات کے مطابق ۱۶ راگست کی شب ½۱ بجے کے قریب جبکہ تمام افراد خانہ سو گئے تھے ایک شخص دیوار پھلانگ کر اندر ہوا تو مضروب غلام دستگیر کی ہمشیرہ کی آنکھ کھل گئی تو اس نے زور زور سے پکارنا شروع کردیا کہ بھائی جان چور چور تو مضروب غلام دستگیر اٹھ کر فوراً آگے بڑھا تو اتنے میں ایک شخص اور اندر داخل ہوگیا تو اس نے دونوں دبوچ لیے تو انہوں نے آواز لگائی کہ اندر آجاؤ اور للکار کر اس کو جان سے ماردو۔ اتنے میں چار افراد اور اندر داخل ہوگئے تو کل ۶ اشخاص

KHATME NUBUWWAT AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE
Registered No. M-160

ہو گئے تو انہوں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ جیسے زمین کو پیٹا جا رہا ہو۔ اس اثناء میں غلام دستگیر کی ضعیف والدہ اور ہمشیرہ مزاحمت کرتی رہیں اور یہ کہتی رہیں کہ تم نے جو کچھ لوٹنا ہے وہ لے لو مگر میرے بیٹے کو کچھ نہ کہو کیونکہ وہ اس بوڑھی عمر میں واحد سہارا ہے اور وہ ان کا اکلوتا بیٹا ہے۔

مگر وہ بدطینت غنڈے جو اپنے کردار کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہیں یہ وہی غنڈے ہیں جن کو پہلے فرقان بٹالین فورس کے نام سے پکارا جاتا تھا تو جب اس بدمعاشی اور غنڈہ گردی پورے عالم میں عام ہو گئی تو اس کا نام تبدیل کر کے خدام الاحمدیہ رکھ دیا گیا تو یہ حملہ بھی انہی سورماؤں کی شرافت کا منہ بولتا ثبوت ہے تو مضروب غلام دستگیر سر میں دو وار ڈنڈے سے کیا تو تبر اور کلہاڑی سے کیا اسلحہ ان کے پاس موجود تھا۔ ویسے تو پورے ربوہ میں ان کے نام نہاد مرزائیٹ کے اقصیٰ کی بیرکیں، اسلحہ، شراب، جوا، زنا کے لیے مختص ہیں۔

اگر وہ اسلحہ استعمال کرتے تو مسلمان بیدار ہو جاتے اور وہ موقعہ پر پکڑے جاتے۔ دستگیر نے ہمارے نمائندہ ختم نبوت کو بتایا کہ جب میں نے دیکھا کہ اب یہ ۶، ۷ ہیں اور میں اکیلا تو میں خون میں لت پت اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہی مکان کا دروازہ کھول کر اپنے مکان کے عقب سے ہوتے ہوئے اپنے ہمسائے عارف اور وارث کے گھر گیا اور ان کو بتایا کہ قادیانیوں نے مجھ پر حملہ کر دیا تو وہ فوراً اپنی بندوق نکال کر مکان پر پہنچے تو وہ وہاں سے فرار ہو چکے تھے اس کے بعد قریب و جوار کے تمام مسلمان بیدار ہو گئے تو مضروب کو ہسپتال چنیوٹ لے جایا گیا جہاں پر اس کے سر میں ٹانکے وغیرہ لگا کر مرہم پٹی کی گئی۔ اور وہ وہیں داخل ہے یاد رہے کہ غلام دستگیر گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں لائبریرین ہے جمعرات کو قاری طالوت احمد جالندھری مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا اللہ یار ارشد مبلغ مجلس احرار اسلام نے بھرپور کوشش کر کے مقدمہ درج کرایا مگر پولیس ملزموں کو پکڑنے میں سستی کا مظاہرہ کر رہی ہے ہم حکام بالا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ملزموں کو جلد گرفتار کر کے ان کے خلاف جو دفعہ ۳۰۷، ۴۵۲، ۱۴۸، ۱۴۹ ت پ مقدمہ درج ہوا ہے کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اور انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

صدر پاکستان اور نگران حکومت کو فوری توجہ دینی چاہیئے!

(مجلس تحفظ ختم نبوت مکران)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مکران کا ایک اجلاس پنجگور میں مولانا رحمت اللہ نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر صدارت ہوا۔ جس میں دیگر ذمہ داران مجلس کے علاوہ مفتی احتشام الحق آسیا آبادی جوائنٹ سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت مکران ڈویژن نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں نگران حکومت اور بالخصوص صدر پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ ذکریوں کو جو ختم نبوت کے منکر ہیں، ان کو ان کی سابقہ غیر مسلم حیثیت دے کر ان کی انتخابی فہرستیں مسلمانوں سے الگ کر دی جائیں انہوں نے کہا کہ ذکری جو تمام ارکان اسلام اور ختم نبوت کے بھی منکر ہیں۔ ان کی انتخابی فہرستیں مسلمانوں کے ساتھ شامل کرنا مسلمانوں کے حق رائے دہی کو سخت متاثر کرنا ہے۔ جس طرح پاکستان کے دیگر غیر مسلموں کو مسلمانوں سے الگ رکھا گیا ہے ذکریوں کو آخر کس منطق اور قانون کے تحت مسلمانوں کے ساتھ شامل کیا جا رہا ہے۔ پچھلی حکومتوں نے جو ایک سازش کے تحت ایک مخصوص مفاد پرست ٹولے کے مفاد کی خاطر ذکریوں کو مسلم ظاہر کیا ہے وہ عام مسلم باشندوں کے حقوق پر ایک کاری ضرب ہے۔ موجودہ نگران حکومت اور صدر پاکستان جو منصفانہ انتخاب کے لیے زور دے رہے ہیں انہیں اس جانب فوری توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔

شبانِ ختم نبوت خوشاب کی کارگذاری

رپورٹ: ملک مظہر الحق اعوان

گذشتہ ماہ ۲۹۸ ج کے تحت اندراج مقدموں کا فیصلہ ہوا جس میں شبان ختم نبوت کو زبردست کامیابی ہوئی۔

کافی عرصہ سے قادیانیوں کے خلاف تقریباً ۲۰ مقدمات اندراج کرائے گئے اب ان کے فیصلوں کے دن ہیں اسی سلسلہ میں تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل سٹی مجسٹریٹ نے قادیانیوں کے سرکردہ افراد، صدر، جنرل سیکرٹری، خزانچی کو دو سال کی قید کی سزائیں سنائیں۔ لیکن بدقسمتی کہ ایک ایڈیشنل جج سارے ضلع میں اس وقت تعینات تھا جس نے دستی ضمانت قبول کر لی۔ اس کے چند دن بعد ایک اور مقدمہ کی تاریخ فیصلہ ان ہی افراد کے خلاف پھر ہوئی پھر جیل کی قید، لیکن اللہ کی مخصوص نوازش اور ختم نبوت کی برکت سے جج کا تبادلہ ہو گیا اور نئے جج نے ضمانت کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں قادیانیوں کے سرکردہ صدر، جنرل سیکرٹری خزانچی کو جیل جانا پڑا اس کے بعد انہوں نے ہائی کورٹ میں ضمانت کی درخواست دی لیکن بفضل خدا ان کو وہاں سے بھی مایوسی ہوئی۔ اب تقریباً ایک ماہ ہونے کو ہے یہ افراد جیل میں ہیں۔ اور مزید اکتوبر تک ہائی کورٹ نے تاریخ دی ہے۔ اس فیصلہ سے پہلے بھی قادیانی خوشاب سے قبلہ قاری محمد سعید صاحب کی رات دن محنت اور خدا کے فضل و کرم سے یہاں سے بھاگ رہے ہیں۔ اب مزید تیاری میں ہیں۔ قادیانیوں کا صدر جو کہ پٹواری تھا وہ ریٹائرڈ ہو چکا ہے قبلہ قاری سعید صاحب کی سرپرستی میں ضلع خوشاب میں شبان ختم نبوت کا کافی رعب اور دبدبہ ہے سالانہ جلسہ محرم الحرام جو کہ مرکزی مسجد میں پہلے علماء شہر کے معززین کے توسط سے ہوتا تھا اس دفعہ قبلہ قاری صاحب کو انتظامیہ نے اس کی تمام تر ذمہ داری سونپی اس جلسے کو شاندار طریقے سے شبان ختم نبوت کے جیالے رضا کاروں نے نبھایا اور ایک بار پھر انتظامیہ پر واضح کر دیا کہ ضلع خوشاب کی تنظیم اور سب سے بڑی دینی جماعت اور ہر لحاظ سے مکمل جماعت قبلہ قاری سعید صاحب کی زیر قیادت ختم نبوت کی تنظیم ہے اور ان شاء اللہ تا حیات رہے گی

خط و کتابت کرتے وقت ایجنسی اور خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے
(شکریہ)